ظہور نور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ

اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ تم کو کتاب اور حکمت جو بخشی گئی اس کے صلے میں یہ کیجیے کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے۔ اس کی تصدیق کرنے والا رسول (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جب آئیں تو اُن پر ایمان لانا اور اُن کی مدد کرنا۔ اللہ نے کہا کہ کیا اس کا اقرار تم نے کر لیا اور میری ذمہ داری کو قبول کیا؟ سبھوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔ تب اللہ نے کہا کہ دیکھو! تم بھی گواہ رہنا اور گواہی دینے والوں میں ہم بھی رہیں گے (قرآن ج ۳ آل عمران ع ۹)

میلادی مکاشفات

ظہور نور صلی اللہ علیہ وسلم

نیا میلاد نامہ

تصنیف

حضرت مولانا الحاج سید مناظر احسن صاحب گیلانی شیخ الحدیث سابق صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ

ناشر

اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی حیدرآباد دکن

بمطبع شمس الاسلام پریس چھتہ بازار حیدرآباد دکن

پہلی اشاعت ایک ہزار — ربیع المنور ۱۳۷۳ھ — قیمت (۱۲/) سکہ

مطبوعات اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی حیدرآباد دکن

۱۔ ظہور نور (نیا میلاد نامہ)

از پروفیسر سید مناظر احسن صاحب گیلانی

وظیفہ یاب صدر شعبہ دینیات عثمانیہ یونیورسٹی

۲۔ اورینٹل اینڈ اسلامک اسٹڈیز ان ورلڈ یونیورسٹیز

از ڈاکٹر محمد یوسف الدین ایم اے۔ پی ایچ۔ ڈی۔

ریڈر عثمانیہ یونیورسٹی

۳۔ اسلامی دنیا کے معاشی حالات

از شرف الدین صاحب بی اے (عثمانیہ)

۴۔ مؤطا امام مالکؒ کا عربی متن کے ساتھ انگریزی ترجمہ

مع شرح (زیر طبع)

از پروفیسر محمد رحیم الدین ایم اے وظیفہ یاب پرنسپل عثمانیہ کالج ورنگل

ملنے کا پتہ

اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی

معظم بلڈنگ۔ نظام شاہی روڈ۔ حیدرآباد دکن

فہرست

صفحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم[1]

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۙ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا ۝[2] (الاحزاب ۳۳ ع ۶)

کچھ ہی سال قبل میری "قرآنی کرنیں" کی پہلی جلد کی طباعت کے وقت علامہ سید مناظر احسن گیلانی دام مجدہٗ نے ایک پیش لفظ تحریر فرمایا تھا اس کے بعد بھی اپنے مکتوبات میں مولانا کی ہمیشہ یہ تاکید رہی کہ میں قرآن کی خدمت کو جاری رکھوں۔ یہ حضرت کی دعاؤں کا نتیجہ تھا اور رب اعلیٰ کا

---

[1] اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

[2] اے نبی! ہم نے تم کو بتانے والا، خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ اور اس کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور جگمگاتا چراغ بنایا۔ اور ایمان والوں کو خوشی سنا کہ اُن پر اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔

فضل کہ دل میں خیال پیدا ہوا کہ "اسلامیات" سے متعلق جو جواہر پارے
بکھرے پڑے ہیں، جو اپنے اپنے زمانوں میں ذہنی انقلاب پیدا کر چکے ہیں
اور اب بھی اسی طرح کے انقلاب کی صلاحیت رکھتے ہیں اور جو محض موجودہ
زمانے کے تغافل کی وجہ سے کہنہ الماریوں یا صندوقوں میں چھپے پڑے ہیں۔ انکو
پھر سے عالم ظہور میں لایا جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ بعض لوگ کچھ اس طرح زندگی کے
ایک ہی رخ کی طرف مائل ہیں کہ باوجود مہیب سے مہیب تجربات کے انہیں
مشکل ہی سے سمجھ میں آرہا ہے کہ زندگی کے جب تک دوسرے اور زیادہ حقیقی
پہلو کا علمی اور عملی مطالعہ نہ کیا جائے نہ تمدن قائم رہ سکتا ہے نہ ترقی ممکن۔
بہر حال خیال پیدا ہوا کہ "اسلامیات" کے جواہر کو جن کے تلف ہو جانے کا
اندیشہ ہے پھر سے طبع کیا جائے۔ اور موجودہ زمانہ کو ان علوم سے آگہی بخشی جائے
جن کے بغیر انسانی فلاح ناممکن ہے۔ اس خیال کی اولین تائید کرنیوالوں میں
ڈاکٹر محمد یوسف الدین صاحب ریڈر شعبہ مذہب و ثقافت عثمانیہ یونیورسٹی مولوی
سید عبدالرزاق صاحب قادری جعفر ایم اے وارڈن عثمانیہ یونیورسٹی ہاسٹلس اور
کئی اور اصحاب پیش نظر تھے۔ نتیجتہً "اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی" کا قیام عمل میں لایا گیا
اور تجویز کی گئی کہ اس کو "اسلامک انفرمیشن بیورو" کی نوعیت بھی دی جائے۔
اس کتاب کے آخری صفحہ پر اس سوسائٹی کے اغراض و مقاصد کا مختصر تذکرہ
ہے۔ سوسائٹی کے کاموں میں اولاً بعض صاحبین نے بڑے ہی جوش کا اظہار کیا

لیکن جیسے کہ انسانی اور خصوصاً مسلمانانِ دکن کا خاصہ ہے۔ بہت جلد ان کا جوش
ٹھنڈا پڑ گیا اور گرمیٔ عمل کا نام بھی باقی نہ رہا۔ لیکن خدائے کریم کو جہاں کوئی کام
کرانا مقصود ہوتا ہے تو غالباً دربار رب العزت سے کچھ چھوٹے ہی افراد کے
نام احکام صادر ہوتے ہیں بہرحال متذکرۂ صدر اصحاب نے ہمت نہیں ہاری
اور اللہ کا بڑا ہی فضل شاملِ حال رہا کہ اس قلیل مدت میں سوسائٹی نے کئی ایک
کتابوں کی تکمیل کر لی۔ اس سوسائٹی کے اغراض و مقاصد کی کیفیت سماعت فرما کر
علامہ مناظر احسن صاحب گیلانی نے ازراہ عنایت اپنے "ظہور نور" کی سوسائٹی کی
جانب سے طباعت کی اجازت دی اور جملہ حقوق طباعت بھی عطا فرمائے۔ سوسائٹی
کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اس بابرکت کتاب سے اسکے سلسلۂ طباعت کا آغاز ہو رہا ہے۔

مولوی شرف الدین صاحب بی۔ اے نے سوسائٹی کے ایما پر "اسلامی دنیا کے
معاشی حالات" کی تالیف فرمائی۔ اس میں جملہ اسلامی ملکوں کی نسبت مختصراً
لیکن مکمل طور پر بالکل تازہ معاشی حالات کا جائزہ لیا گیا ہے جن کا علم رکھنا غالباً
ہر مسلمان کا موجودہ دور میں فرضِ اولین ہے اس کتاب کی طباعت قریب الختم ہے
دو تین ہفتوں میں انشاء اللہ یہ بھی پبلک کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔ سوسائٹی کو
نہایت رنج و الم کیساتھ اسکا تذکرہ کرنا پڑتا ہے کہ اس نوجوان مولف نے یکایک داعیٔ اجل کو
لبیک کہا۔ اور دنیاوی خدمات سے فارغ نہ ہونے پائے تھے کہ انکے دوامی خدمات آخرت کی سوسائٹی نے حاصل کر لی
ڈاکٹر محمد یوسف الدین صاحب کی خدمتوں سے اہل دکن ہی نہیں بلکہ اہل ہندوستان

اسلامیہ بخوبی واقف ہیں اس کم عمر لیکن بلند ہمت نوجوان کے مقالہ "اسلام کے معاشی نظریے" کی ہر جگہ تعریف و توصیف ہو رہی ہے۔ ہماری سوسائٹی کے فرائض میں "انفرمیشن بیورو" کی حیثیت سے جدید معلومات اسلامی علوم کی نسبت عوام کو پہنچانا شامل ہے چنانچہ ڈاکٹر محمد یوسف الدین صاحب نے دنیا تمام کی ممتاز یونیورسٹیوں اور اسلامیات کے پروفیسروں سے علوم اسلامیہ کی نسبت مواد جمع کر کے "اڈیڈل اینڈ اسلامک اسٹڈیز ان ورلڈ یونیورسٹیز" کے نام سے ایک کتاب انگریزی میں تالیف فرمائی جس کی طباعت بھی مکمل ہو چکی ہے اس کتاب کے مطالعہ سے حیرانی ہوگی کہ گھر میں تو اندھیرا ہے لیکن باہر والوں نے کیا کچھ اسلامی خدمات کی انجام دہی کا سلسلہ قائم رکھا ہے یہ دلچسپ اور معلومات افزا کتاب عنقریب پبلک کے سامنے پیش کی جائیگی۔ اس خادم القرآن والحدیث نے بھی قرآن مجید کی عصری تشریح موسوم بہ "قرآنی کرنیں" کے بعد امام مالکؒ کی بے نظیر کتاب "موطا" کا عربی متن کے ساتھ انگریزی ترجمہ اور شرح لکھنی شروع کی تھی جو بحمدللہ مکمل ہو چکی ہے اور عنقریب علمی دنیا کی خدمت میں یہ بھی پیش ہوگی۔ امام مالکؒ دیار نبیؐ کے برگزیدہ محدث اور فقہ کے امام گزرے ہیں اور موطا کا حدیث اور فقہ (اسلامی قانون) کی قدیم ترین کتابوں میں شمار ہوتا ہے جو ایک ساتھ حدیث بھی ہے اور فقہ بھی۔

پیش نظر کتاب "ظہور نور" کی نسبت کسی خیال کا اظہار لا یعنی امر ہوگا۔ علامہ مناظر احسن صاحب گیلانی کی ذات بابرکات سے دنیائے اسلام میں کون واقف نہیں؟ ان کے علمی تبحر کے سب قائل ہیں اور ہندوستان ہی کیا بلکہ جملہ ممالک اسلامیہ کے چوٹی کے علماء میں ان کا شمار ہے۔ میں نے جو ممدوح کو دیکھا تو فقط اہل علم کی حیثیت سے نہیں دیکھا بلکہ صاحب دل کی کیفیت بھی پائی۔ "نور" کا ظہور خود حضرت کی آنکھوں، باتوں،

تقریروں، تحریروں اور تصنیفوں کے ذریعہ ہمیشہ ہوتا رہتا ہے، جو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی معنوں میں متوالا ہو اسکے کلام کا اثر یقینی ہے۔ آپ کی طرز تحریر اتنی ہی دلکش ہے جتنا کہ آپ کا طرز مخاطبت۔ آپ سرزمین ہندوستان کے مغتنمات سے ہیں۔ آپ کی کتاب سے سوسائٹی کی مطبوعات کا آغاز ہمارے لئے باعث فخر و مباہات ہے۔ صرف یہ کہہ کر ختم کروں گا کہ اس "نور" والی کتاب سے حقیقی طور پر استفادہ کرنا ہو تو اسکو ایک نہیں بلکہ بار بار پڑھنا چاہیئے تنہا پڑھنا چاہیئے اور اوروں کو پڑھ کر سنانا چاہیئے جو واقعات بیان فرمائے گئے ہیں انکا تصور آنکھوں کے سامنے ہو اور اثر دل کی گہرائیوں میں، اپنے آپکو دربار رسالت میں حاضر سمجھا جائے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان و عمل سے رب اعلیٰ کی جو داستان حکمت منکشف ہوتی ہے اسکو موجودہ دنیا کے مختلف شعبہ جات سے منطبق کرنے کی فکر کی جائے تو وہ انوار کا ظہور ہو گا جس سے بہرہ اندوزی اللہ کرے ہر مسلمان کو نصیب ہو۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ ہے)۔

مجھے یقین ہے کہ اس سوسائٹی کے اغراض و مقاصد سے ہر اہل دین کو اتفاق ہو گا اور ان کی تکمیل میں ہر ممکنہ ہمدردی سے سوسائٹی کو مرہون منت فرمایا جائیگا۔

محمد رحیم الدین ایم اے

وظیفہ یاب پرنسپل عثمانیہ کالج ورنگل

و

صدر اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی حیدرآباد دکن

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ

دعائے خلیل اور نویدِ مسیحا

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ
آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ
إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (قرآن سورہ بقرہ ۱۵ع)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! اس جماعت کے اندر ان ہی میں کا ایک ایسا پیغمبر مقرر فرمایا جو ان لوگوں کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیا کرے اور ان کو پاک کرے۔ بیشک تو ہی غالب اور حکمت والا ہے۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي
رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ
وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۝ فَلَمَّا
جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ قرآن پ ۲۸ سورۃ الصف ع ۱۶

ترجمہ: "جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا: "اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں تاکہ تمہارے ہاں جو توریت ہے اس کی تصدیق کروں اور ایک رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ پھر جب وہ کھلی نشانیاں لے کر آیا تو بولے یہ صریح جادو ہے"

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ

اور میری آنکھوں نے آپؐ سے زیادہ حسین کوئی انسان کبھی نہیں دیکھا

وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور آپؐ سے زیادہ حسین وجمیل کسی عورت کی آغوش میں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

آپؐ ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے ہیں

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

گویا کہ آپؐ ایسے پیدا ہوئے ہیں جیسے آپ خود چاہتے تھے

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ

اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے نام کو اپنے نام پاک سے مشتق کیا ہے تاکہ آپؐ کی عظمت ظاہر کرے

فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ[1]

تو (دیکھو) کہ عرش والا محمود ہے اور آپؐ محمد ہیں

(حضرت حسّان بن ثابتؓ شاعر دربار رسالتؐ)

[1] سلیمان منصور پوری: رحمۃ للعالمین بحوالہ سیرۃ ابن ہشام۔

ح

۴۸۶

پھر حجازی باغ سے بوئے گلاب آنے کو ہے

اے مشامِ جاں فطرت صد سلام و صد درود
پھر حجازی باغ سے بوئے گلاب آنے کو ہے

نہر زرقا[1] سے ہواؤں نے بھری ہیں چھاگلیں
گلشنِ ہستی مبارک ہو سحاب آنے کو ہے

پھر حجازی میکدے سے شورِ "الکوثر" اُٹھا
تشنہ کاموں کی طرف دورِ شراب آنے کو ہے

بَارَكَ اللہ! غازۂ توحید پھر ہوگا عطا
اے عروسِ دہر خوش ہو جا شباب آنے کو ہے

دیکھنا! پھر کفر کے خیبر میں ہل چل پڑ گئی
زندگی بن کر جلالِ بوترابؓ آنے کو ہے

بدر کے میداں میں رکھدی جس نے بنیادِ حیات
وہ جلالت پھر بہ رنگِ انقلاب آنے کو ہے

شکر ہے ماہر کی کوشش ہو رہی ہے کامیاب
میری نظموں کا مدینہ سے جواب آنے کو ہے

---

[1] مدینہ منورہ کی ایک نہر ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

دنیا کے یہودی اور عیسائی اپنے اپنے دین کا پیغمبر جن بزرگوں کو مانتے ہیں یعنی حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام ان دونوں اولوالعزم جلیل القدر پیغمبروں کے "میلادنامے" کافی تفصیل کے ساتھ مسلمانوں کی آسمانی کتاب "القرآن الحکیم" کے جزو بنا دیئے گئے ہیں۔ قرآن کی تلاوت کرنے والا ہر مسلمان ان "قرآنی میلادناموں" کی تلاوت کی بھی سعادت حاصل کرتا رہتا ہے۔ اسی بنیاد پر بعض روشن ضمیر بزرگوں کا یہ قول مستحق توجہ ہے کہ قرآن کے بعد آسمان سے کسی نئی کتاب کے اترنے کی راہ اگر کھلی رہتی تو کچھ تعجب نہ ہوتا اگر اس میں خاتم النبیین امام المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "میلادنامہ" کو بھی جزو بنا دیا جاتا۔ فقیر کا تو ذاتی خیال یہی ہے کہ خود قرآن ہی کی بعض سورتوں "والضحیٰ" اور "الم نشرح" کے مشتملات و مضامین پر اگر غور کیا جائے تو ان سورتوں کے اجمالی الفاظ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "میلادنامہ" کے اساسی واقعات کو پانے والے چاہیں تو پا سکتے ہیں، ان کے اجمال کی تفصیل میں کافی گنجائش ان واقعات و مشاہدات کی ہے جن کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "میلادناموں" کی معتبر کتابوں میں کیا گیا ہے۔ اسی لیئے میں تو سمجھتا ہوں کہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے میلادناموں کے ساتھ سمجھنا چاہیئے کہ خود صاحب قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلادنامہ کو بھی قرآن کا جزو بنایا جا چکا ہے، کوئی چاہے تو مذکورۂ بالا میلادی سورتوں یعنی "والضحیٰ" اور "الم نشرح" کے ساتھ ساتھ بعض

دوسری قرآنی آیتوں کی روشنی میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "میلاد نامہ" کو مرتب کر سکتا ہے۔ کلیات کی حد تک اس سلسلہ میں انشاء اللہ تعالیٰ سب کچھ مل جائے گا۔ روایتوں کی ضرورت صرف جزئیات کی تفصیل میں ہو گی۔

بہر حال رُسل و انبیاء خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام کے "میلاد ناموں" کے پڑھنے پڑھانے کی بنیاد ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ قرآن ہی میں قائم کر دی گئی ہے اور مسلمان بھی ان روایتوں کا جن کا تعلق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد مبارک سے ہے ان کا ذکر کسی نہ کسی شکل میں کرتے چلے آئے ہیں سورۂ والضحیٰ ہی کی آخری آیت وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (اپنے رب کی نعمت کا ذکر کرتے رہنا) اسی حکم کی تعمیل کی ایک صورت اس کو بھی اس لئے یقین کرتے رہے ہیں کہ "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ" کی رو سے بھی "نعمت منصوصہ" ہے لیکن جیسے نماز جیسی عبادت مقصودہ بھی کبھی نمازی کو ویل (لعنت و ملامت) کی مستحق بنا دیتی ہے۔ مسلمانوں نے اپنی تاریخ کے طویل دور اور دنیا کے ان عریض و طویل رقبوں میں جن میں وہ پھیلے ہوئے ہیں "میلادی مذاکرہ" میں ایسی ناشائستہ اور غیر پسندیدہ چیزوں کو شریک کرتے رہے جن کی وجہ سے بعضوں کو اصلاح کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کچھ دنوں سے بجائے "کتابی میلاد" کے تقریری میلادوں کا سلسلہ جو شروع ہوا ہے وہ اپنی افادیت کے لحاظ سے گذشتہ طریقوں کے مقابلہ میں مستحق ستائش ہے۔

لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ "میلاد" کی مجلسوں کے نام سے جو جلسے آج کل منعقد ہوتے ہیں اور کرنے والے جو تقریریں ان میں کرتے ہیں ان میں بجز میلاد مبارک کے ہر چیز کا ذکر کیا جاتا ہے۔ عموماً اس زمانہ کے خطباء و مقررین میلادی روایات سے گریز کرنے کے عادی ہو گئے ہیں، بظاہر اس کا سبب یہی

معلوم ہوتا ہے کہ سننے والوں کی عمومیت شعوری و غیر شعوری طور پر اتنی خوش اعتقاد نہیں رہی ہے جتنی مسلمانوں کی گذشتہ نسلیں تھیں۔ "میلادی روایتوں" کی واقعی نوعیت کیا ہے؟ زیادہ تر اسی کے عدم تنقیح ہونے کا یہ نتیجہ ہے کہ مولوی بیچارے ان روایتوں کو ان حدیثوں کے معیار پر جانچنا چاہتے ہیں جن سے مسلمانوں کی دینی زندگی کے احکام و قوانین پیدا ہوتے ہیں اور اسی طرح واقعات جن کا تعلق عالم شہادت سے ہے یعنی حواس پنجگانہ سے جو جانے جاتے ہیں ان میں اور خواب و بیداری کے خصوصی مکاشفات میں عوام فرق نہیں کرتے۔

آج سے تقریباً تیس ۳۰ سال پہلے فقیر نے "میلادی روایات" کے متعلق اپنے خاص نقطہ نظر کو پیش کرتے ہوئے حیدرآباد دکن کے ایک دینی ماہ نامہ "النور"[۱] نامی کے تین شماروں میں ایک مضمون لکھا تھا اور اس سلسلہ میں مستند کتابوں سے تیس ۳۰ واقعات کا انتخاب کر کے ایک خاص طریقہ سے مرتب کر دیا تھا۔ مختلف ارباب نظر نے اس مضمون کو دیکھ کر اسی زمانے میں خواہش کی تھی کہ "نئے میلاد نامہ" کے نام سے اس کو شائع کر دیا جائے لیکن ظاہر ہے کہ شائع کرنا یہ کام ناشروں کا ہے، مصنفین خصوصاً مجھ جیسے ناکارہ اور ہیچ آدمی کے بس کی بات نہ تھی۔ تیس ۳۰ سال کے بعد حیدرآباد ہی کے "نشری ادارہ" اسلامک پبلکشنز سوسائٹی نے فقیر کے ایک "فراموش شدہ" مسودہ کو یاد کیا ہے۔ خاکسار ہی نے ان کو مشورہ دیا کہ عہد جدید میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ممتاز شاعر میرے دوست ماہر القادری ایداللہ بروح منہ کے "عصری سلام" کو اس "نئے میلاد نامہ" کا جزء بنا دیں شاید میری وہ آرزو جو اسی سلام کے مقدمہ میں کی گئی تھی کہ سارے ہندوستان (جس میں پاکستان بھی شریک تھا) کی میلادی مجلسوں میں ان شاء اللہ یہی سلام پڑھا

---

[۱] ماہ نامہ "النور" حیدرآباد دکن سے مولانا سید شاہ محمد باقر حسینی صاحب قادری عطارقی کی ادارت میں شائع ہوتا تھا جس کی اشاعت ایک عرصہ سے بند ہے۔ یہ مضامین النور کی اشاعت جلد ۲، شمارہ ۱، ۲، ۳ میں شائع ہوئے تھے۔ جو نظر ثانی اور ضروری ترمیم کے بعد پہلی دفعہ اسلامک پبلکشنز سوسائٹی کی جانب سے کتابی شکل میں شائع کئے جا رہے ہیں۔

جائے گا۔ اسی کے ساتھ روضۂ طیبۂ نبویہ علیٰ صاحبہا الف سلام وتحیہ پر جس معروضہ کے پیش کرنے کی عزت وسعادت اس فقیر کو حاصل ہوئی تھی اس کو بھی اس لیئے اس مجموعہ کے ساتھ شریک کر دیا گیا ہے کہ شاعری کے لحاظ سے باوجود صفر ہونے کے اس میں دل کے صادق احساسات کی روح منتقل ہوگئی ہے، شاید کسی پڑھنے والے کی التجا بھی شرفِ قبول حاصل کرے۔

نیا میلاد نامہ جس کا نام "میلادی مکاشفات" بھی ہے دیباچہ کی عبارت محض ان لوگوں کے لیئے ہے جو "میلادی روایات" کی صحیح نوعیت کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ باقی مجالس میں پڑھنے کے لیئے "میلادی مکاشفات" کے تحت جو کچھ لکھا گیا ہے اسی کو پڑھنا چاہیئے۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَعَلَى اللهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ۔
وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۞

المغرور بالامانی مناظر احسن گیلانی غفرالله له

گیلان۔ بہار
یکم ربیع المنور ۱۳۷۳ھ

صلی اللہ علیہ وسلم

ظہور نور

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ [1]

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا [2]

(قرآن ۲۲ سورۃ الاحزاب ۳۳ ع ۷)

وقوع سے پہلے واقعات سے آگاہی

نیل کی سرسبز وادی میں ایک منظر پیش آتا ہے، بوڑھی ماں، بوڑھا باپ اپنے گیارہ بیٹوں کے ساتھ ایک جلیل القدر، جمیل پیکر انسان کے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔ یہ واقعہ خدا جانے کب پیش آیا! لیکن اس سے تقریباً چالیس پچاس برس پیشتر فلسطین کے ایک گاؤں میں ایک معصوم اور خوب صورت بچہ اپنے بزرگ باپ کی گود میں بیٹھا بیٹھا کہہ رہا تھا: "ابا جان! رات میں نے عجب تماشا دیکھا، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سورج اور چاند اور ان کے ساتھ گیارہ ستارے میرے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔" [3]

مقدس باپ بچہ کے منہ پر ہاتھ رکھتا ہے اور گھبرا کر کہتا ہے کہ "بیٹا! اس خواب کو کسی سے نہ کہنا۔" [4] یہ کیا تھا؟ قرآن میں ہے کہ مصر ہی کا واقعہ تھا جس کی مثالی تجلی

---

[1] قرآن ج ۶ سورۃ مائدہ ع ۳۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔

[2] (ترجمہ) بیشک اللہ اور اس کے فرشتے رسول اللہ پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی اس پر رحمت اور سلام بھیجو۔

[3] اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ (قرآن ج ۱۲۔ سورہ یوسف ۱۲ ع ۱)

[4] قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا (قرآن ج ۱۲۔ سورہ یوسف ۱۲ ع ۱)

کنعانی بچے کی روح لطیف پر برسوں پہلے چمک گئی تھی۔

اسی دریا کے ساحلی شہر میں دیکھا جاتا ہے کہ ایک مجرم سولی پر چڑھایا گیا ہے۔ تڑپ تڑپ کر اسی پر دم توڑتا ہے۔ گِدھ گرتے ہیں، چیلیں منڈلاتی ہیں اور اس کے گوشت کو نوچ نوچ کرلے جاتی ہیں۔ قرآن میں ہے کہ اس واقعہ کے وقوع سے بہت پہلے جیل خانہ میں جو ایک مجرم نے یہ دیکھا تھا کہ میرے سر پر روٹیاں ہیں اور پرندے اس کو اُچک اُچک کرلے جاتے ہیں[1] وہ اسی واقعہ کی ایک دوسری تصویر تھی جو وقوع سے پہلے مرنے والے کو نظر آگئی تھی۔

سنہری مسہری پر ایک جبار بادشاہ لیٹا ہوا ہے، کیا دیکھتا ہے کہ سات موٹی موٹی گائیں سامنے آئیں سات دُبلی گائیوں کو نگل گئیں۔ اسی کے ساتھ وہ سات خشک اور سات ہرے خوشوں کو دیکھتا ہے[2]۔ اس پر ایک زمانہ گذر جاتا ہے۔ ملک اس کا آباد ہے، سرسبز ہے، کھیتیاں ہری بھری ہیں، غلوں سے کوٹھے بھرے ہوئے ہیں کہ یکایک قحط پڑتا ہے اور مسلسل سات سال تک رہ جاتا ہے۔ قرآن میں ہے کہ بادشاہ نے جو کچھ دیکھا تھا وہ اسی قحط کی ایک مثالی صورت تھی جو ہونے سے پہلے بادشاہی روح کو نظر آگئی تھی۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ انسانی فطرت میں جو عقل قرآن کے ذریعے سے پیدا ہوتی ہے اس کے نزدیک نہ صرف یہ ہو سکتا ہے بلکہ ایسا ہوا اور ہوتا رہتا ہے نیند ہی میں نہیں بلکہ بیرونی حواس کے تعطل کی وجہ سے روح انسانی کو بلند پروازیوں کا کافی موقع ملتا ہے اسی لیئے بیداری میں بھی ہونے والے واقعات سے آگاہی کی صورتیں ان کے وقوع سے پہلے کبھی کبھی پیش آجاتی ہیں اور پیش آتی رہتی ہیں۔

---

[1] وَقَالَ الْآخَرُ اِنِّیْ اَرٰنِیْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ (قرآن ج ۱۲۔ سورۂ یوسف ع ۵)

[2] وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ ؕ (قرآن ج ۱۲۔ سورۂ یوسف ع ۶)۔

کھجور کے ہرے بھرے باغوں کے جھنڈ میں ایک خوب صورت آبادی ہے اس میں آسمان وزمین بلکہ آسمان وزمین کا جو حقیقی سرچشمہ ہے اس کی پیار ومحبت کا مرکز رہتا ہے۔ دل کے اندھوں کی ایک جماعت اس پاک اور پیارے قصبہ کو گھیرتی ہے۔ کنکریاں ہمالیہ سے ٹکرانا چاہتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ آبادی کے سامنے ایک گہری خندق کھودی جائے۔ بات مان لی جاتی ہے۔ لنگوٹ باندھ کر پہاڑ کے کھوہ میں بھی ریاضت کی جاتی ہے، لیکن سرمست درویشوں کی یہ عجیب جماعت ہے بجائے کھوہ کے میدان جنگ میں خندق کھودتی ہے اور سمجھتی ہے کہ اصل ریاضت یہی ہے برستے ہوئے بادل، کڑکتی ہوئی بجلیاں جب اندھیری راتوں میں بیابان کو دہشت ناک بنادیتی ہیں کہتے ہیں کہ دھیان جمانے میں ان سے غیر معمولی مدد ملتی ہے۔ لیکن یہاں یہ خیال ہے کہ برستے ہوئے تیر چمکتی ہوئی تلواروں کی چھاؤں میں توحید کی مشق زیادہ بہتر طریقے سے انجام پاتی ہے۔

مجاہدہ اور ریاضت ہی کے سلسلے میں خندق کی کھدائی کا یہ کام بھی ہے ماننے والے بھی کھدائی کے اس کام میں مصروف ہیں اور جس کو اپنا پیشوا اور سردار انھوں نے مان لیا ہے۔ وہ بھی بخندہ جبیں ہاتھ بٹا رہا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں اپنی سرداری اور پیشوائی کا خیال کئے بغیر وہی سب کچھ وہ بھی انجام دے رہا ہے۔ مٹی کھودنے، کھود کر ڈھونے اور باہر پھینکنے میں وہ بھی مشغول ہے۔ کھدائی کا یہ کام جوش وخروش کے ساتھ یوں ہی جاری ہے کہ اچانک ان ہی میں سے ایک درویش جو ایران سے ڈھونڈتے ہوئے ملکوں ملکوں، قبیلوں قبیلوں سے گذرتے ہوئے ان امی عربی درویشوں میں آکر گھل مل گیا ہے، اسی مبارک قصبہ میں اس کو اپنی جان کے مطلوب، روح کے محبوب کا پتہ دیا گیا تھا اور یہیں پہنچ کر اسی کے قدم تک پہونچنے میں وہ کامیاب ہو گیا تھا جسے خدا ہی جانتا ہے کتنے سالوں سے اس نے کہاں کہاں نہیں

ڈھونڈا اور تلاش کیا تھا! پھاوڑا جو اسی ایرانی درویش کے ہاتھ میں تھا بجائے مٹی کے پتھر کی ایک چٹان پر پڑتا ہے اچانک ایک روشنی چمک اٹھتی ہے پھاوڑا پھر اسی پتھر پر چلا دیا جاتا ہے۔ روشنی پھر چمک اٹھتی ہے، پھر پھاوڑا چلتا ہے اور روشنی چمکتی ہے، تین تین دفعہ روشنی کی اس جگمگاہٹ نے آخر بے اختیار کر دیا اور مڑ کر اسی سے جس سے سب کچھ پوچھا جاتا تھا روشنی دیکھنے والے درویش نے پوچھا۔
بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! یہ روشنی کیا تھی؟ جواب میں فرمایا جاتا ہے
وَقَدْ رَاَیْتَ ذَالِکَ یَا سَلْمَانُ! اے سلمان! کیا تم نے بھی یہ روشنی دیکھی؟
ہاں! یا رسول اللہ! یہ روشنی مجھے بھی نظر آئی، اسی کے بعد اس راز کا افشاء کیا گیا کہ ایرانی درویش کی روح میں بھی لطافت پیدا ہو چکی تھی۔ جو کچھ آنے والے زمانے میں سر کی آنکھوں کے سامنے آنے والا ہے اس کی ایک تجلی تھی جو اس وقت چمک اٹھی ہے، پھر سمجھایا جا رہا تھا:

"پہلی روشنی میں یمن کھولا گیا۔
دوسری روشنی میں مغرب اور شام کھولا گیا۔
تیسری روشنی میں مشرق کھولا گیا۔"

برسوں کے بعد جب یہ ممالک کھلتے اور فتح ہوتے چلے جاتے تھے تو درویشوں کی اس ٹولی کا ایک وارستہ مزاج درویش یہ اعلان کرتا جاتا تھا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔

فَوَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ بِیَدِہٖ مَا فَتَحْتُمْ مِنْ مَدِیْنَۃٍ وَلَا تَفْتَحُوْنَھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اِلَّا وَقَدْ اَعْطَی اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے کہ تم لوگوں نے جس شہر کو بھی فتح یا جس کو قیامت تک فتح کرو گے ان کی کنجیاں اللہ تعالیٰ

مَفَاتِیْحَهَا قَبْلَ ذَالِکَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے دے چکا ہے۔ (سیرت ابن ہشام ج ا ص ۱۸۹)[۱]

کیا یہ خواب میں دیکھا گیا؟ سب جاگ رہے تھے کام بیداری کی حالت میں انجام پا رہا تھا مگر سب نہیں دیکھتے' انھوں نے دیکھا جو ایسی باتیں دیکھتے ہیں اور ان کے صدقے میں اس نے بھی دیکھا جو سب کچھ چھوڑ کر ان کے دروازہ پر آکر پڑ گیا تھا' رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سورج گہنا گیا ہے' تاریکی یکایک پھیل جاتی ہے' کوئی کچھ سمجھتا ہے اور کوئی کچھ دہقانی گھبرا جاتے ہیں' کسی کو دنیا کی بربادی کا خطرہ ہے۔

قسطنطنیہ کی رصد گاہوں میں سیاہ شیشوں سے آفتاب کے مستور حصہ کی نمائش ہو رہی ہے۔

یونان کے منکر مسکرا مسکرا کر کہہ رہے ہیں کہ اب دو گھنٹے اور باقی ہیں کہ چاند زمین اور آفتاب کے درمیان سے ہٹ جائے۔

اسکندریہ کے مینار پر طالب العلموں کا ایک ہجوم ہے' پروفیسر گردنیں بڑھا بڑھا کر بتا رہے ہیں کہ دیکھو! اس وقت کس ملک میں کتنا حصہ قرص شمس کا چھپا ہوا

---

[۱] حافظ ابن حجر نے نسائی اور مسند احمد کے حوالہ سے اسی روایت کو نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سند اس روایت کی حسن ہے اسی میں ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پتھر پر پھاوڑا چلاتے تھے' تین ضربیں میں چٹان ٹوٹی اور ہر ضرب پر روشنی چمکی' پہلی دفعہ روشنی دیکھ کر ارشاد ہوا اللہ اکبر شام کی کنجیاں مجھے دی گئیں اور خدا کی قسم بصریٰ (شام کا ایک شہر) کے سرخ قصور و محلات کو میں دیکھ رہا ہوں۔ دوسری دفعہ فرمایا کہ فارس (ایران) کی کنجیاں مجھے دی گئیں۔ اور مدائن (پایۂ تخت ایران قریب شہر بغداد) کے سفید محلوں اور ایوانوں کو میں دیکھ رہا ہوں۔ تیسری دفعہ فرمایا کہ اللہ اکبر یمن کی کنجیاں حوالے کی گئیں اور صنعا کے دروازوں کو میں اسی جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔
(فتح الباری ص ۳۱۸ جلد ۷ مطبوعہ مصر)

ہوگا، جنوب میں اتنا، شمال میں اتنا۔

ہندوستان کے تالابوں میں چوٹیاں بڑھائے ہوئے لنگیاں باندھے لوگ نالابوں میں، دریاؤں میں، ندیوں میں کود رہے ہیں۔ ان میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی ایک دوسرے کے ساتھ چہل میں مصروف ہیں، کسی کے جی میں آتا ہے تو کچھ دان بھی کر رہا ہے۔

لیکن ان سب سے الگ ایک ریگستانی آبادی میں نور کا ایک مجسمہ، ڈھلا ہوا پتلا، وقار و متانت کے ساتھ آفتاب و ماہتاب کے سامنے نہیں، رصدگاہ اور دوربین کے آگے نہیں، بلکہ اسی کے آگے جس کے آگے سب کچھ ہے وہ جھکا ہوا ہے کثرت سے ہٹ کر وحدت کے نقطۂ نظر پر اپنے کو اپنے سارے احساسات کو سمیٹے ہوئے ہے، اسی میں غرق اور ڈوبا ہوا ہے، اس کے پیچھے قدوسیوں کا ایک مجمع اسی نیاز و عقیدت کے ساتھ عالم کی مرکزی قوت میں جذب ہو گیا ہے۔ کسی کو کسی کی خبر نہیں کہ جیسے جیسے آفتاب کا مستعار نور گھٹ رہا ہے۔ سرمدی روشنی کے سمندر میں ہیجان پیدا ہو رہا ہے۔ حقیقت بڑھ رہی ہے۔ مجاز گھٹ رہا ہے۔ جو نہ تھا وہ نہیں ہو رہا ہے اور جو تھا وہی ہو رہا ہے، اس وقت دریائے نور میں جنبش ہوئی ہے آگے بڑھتا ہے پیچھے ہٹتا ہے، جب حال مقام سے بدل جاتا ہے، سکون پیدا ہوتا ہے تو لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ آگے کیوں بڑھے اور پیچھے کیوں ہٹے؟ آپ نے فرمایا:

اِنِّی اُرِیتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ عُنْقُودًا وَلَوْ اَصَبْتُهُ لَاَکَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا۔

میں نے جنت کو دیکھا اور ایک خوشہ انگور کا اس سے لینا چاہا اور اگر لے لیتا تو جب تک دنیا باقی ہے تم اس سے کھاتے رہتے۔

وَاُرِیتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ مَنْظَرًا کَالْیَوْمِ قَطُّ اَفْظَعَ (بخاری جلد اص ۱۳۱)

اور مجھے جہنم بھی دکھائی گئی آج سے زیادہ دہشت ناک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

اس کے بعد آپ نے ان لوگوں کو جو قیام قیامت اور حساب وکتاب کے بعد ہی جہنم میں جائیں گے ان ہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں دیکھا۔ جو واقعہ مستقبل اور آنے والے زمانہ میں پیش آنے والا ہے اس کے مکاشفہ کی ایک شکل کے سوا اس مشاہدہ کو اور کیا سمجھا جائے۔ پھر یہی نہیں "الجنۃ" جس کی وسعت قرآن ہی کی رو سے آسمان وزمین کی وسعت کے جیسی ہے اس کے لیئے بھی مدینہ منورہ کی مسجد نبوی کی دیوار میں جگہ نکل آئی اور جہنم کے لیئے بھی، مشاہدہ قطعی ہے، لیکن اس مشاہدہ کا تعلق علم و ادراک کے عام ذرائع سے نہیں ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ان ساری جانی پہچانی عام اور مشہور واقعات کو مانتے ہوئے ان مشاہدات ومکاشفات کے سننے سے لوگوں میں وسوسے کیوں پیدا ہوتے ہیں جن کا ذکر خاتم النبیین سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد مبارک کے سلسلہ میں بیان کئے جاتے ہیں۔

آخر مصر کے قحط کو ایک جابر بادشاہ اس کے وقوع سے پہلے اگر دیکھ سکتا ہے ایک مجرم قیدی اپنے سولی پانے کا تماشا دتوں قبل جیل خانہ کی بند کوٹھڑی میں بحالت خواب ملاحظہ کر سکتا ہے، حالانکہ نظام تکوینی میں نہ مصر کے قحط کو چنداں دخل ہے اور نہ ایک معمولی قیدی کے سولی پانے کا واقعہ عالم کے سمندر مواج میں ایک ہلکے بلبلے سے زیادہ وقعت رکھتا ہے، مگر ان واقعات کو قرآن کی شہادت ہے کہ وقوع سے پہلے دیکھا گیا۔

میلاد مبارک انکشاف صدیوں پہلے

پھر کیا ہوا جب حمد سب قوموں کا (حجی نبی ۲-۷) آرہا تھا تو دو ہزار سال پہلے سینا کے جلالی پیغمبر نے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ روشن شریعت ہاتھ میں لیئے ہوئے (استثناء باب ۳۳-۲) آتے ہوئے دیکھا۔ بے شک یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار سال بعد یوں ظہور پذیر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار صحابہ کی جھرمٹ میں

مکہ معظمہ کے گلیوں میں داخل ہوئے[1] اور اسی واقعہ کی ایک غیبی تجلی تھی جس کا عکس قلب موسیٰ پر دو ہزار برس پیشتر ہی چمک اُٹھا تھا۔

یسعیاہ نبی فلسطین میں صدیوں پیشتر اعلان کرنے لگے۔

"حکم پر حکم قانون پر قانون تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں ہوگا" (۲۸/۱۳) ہوا تو یہ سات آٹھ سو برس بعد کہ قرآن مجید کچھ مکہ میں اور کچھ مدینہ میں نازل ہوا لیکن دیکھا گیا بہت پہلے، کیونکہ اس سے زیادہ اہم واقعہ عالم ایجاد میں کوئی نہیں ہونے والا تھا اور ایک موسیٰ اور یسعیاہ کیا، ان صاف دلوں پاک روحوں میں ایسا کون تھا جس نے ہنگامہ تکوین کی اس سب سے بڑی موج کی جنبش کو نہیں دیکھا۔ سلیمان کو "اس قسم کا بلند از بس شیریں اور وہ سراپا "محمد"[2] (ستودہ صفات) نظر آیا۔[3] داؤد[4] نے اس کے دہنے

۱۔ بخاری شریف کے الفاظ میں اِنَّ النبیَ صلی اللہُ علیہِ وسلم خَرَجَ فِي رمضانَ مِنَ المدینۃِ ومَعَہٗ عشرۃَ آلافٍ (یعنی مدینہ منورہ سے فتح مکہ کے موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار صحابیوں کے ساتھ نکلے (بخاری غزوۃ الفتح۔ دوسری حدیث) سیناء کی روشنی میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو دکھایا گیا جس کو دیکھ کر وہ چلائے:

"خدا سینا سے نکلا شعیر سے چمکا اور فاران ہی کے پہاڑوں سے جلوہ گر ہوا دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ" (توریت باب ۲۱) فاران مکہ کی پہاڑیوں کا نام ہے۔ "خطبات احمدیہ" میں سرسید نے اس پر مفصل بحث کی ہے۔ تورات کی کتاب استثناء کے جو ترجمے ۱۹۲۵ء سے پہلے شائع ہوئے ہیں ان میں "دس ہزار" ہی کا لفظ پایا جاتا ہے لیکن خدا ہی جانتا ہے ۱۹۳۵ء کے ترجمہ میں بجائے دس ہزار کے "لاکھوں" کا لفظ پایا جاتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ تحریف بیدل کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

۲۔ اردو کے ترجمہ میں "محمد" کے لفظ کا ترجمہ مختلف الفاظ میں کیا گیا ہے۔ کبھی ستودہ صفات۔ کبھی "عشق انگیز" لیکن عربی ترجمہ کے مطبوعہ نسخہ میں "محمدیم" کا لفظ آج تک موجود ہے۔ ۱۲

۳۔ بدر اور حنین میں کنکریاں لے کر دشمن کی صفوں میں پھینکی گئیں۔ احد میں ابی بن خلف وعدہ کے مطابق اس بھالے سے زخم کھا کر مرا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چلایا تھا۔ پیروں سے [illegible] ہاتھ کے کام [illegible] گئے۔ (درمنثور)

۴۔ باب ۵/۱۶ [illegible]

ہاتھ کے ہیبت ناک کام (زبور باب ۴۵) مَارَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ کے تماشے بھی نبی نے سب قوموں کو ملتے ہوئے (باب ۲/۱) حضرت مسیح نے "سب کچھ کہتے ہوئے" سچائی کی ساری راہیں بتلاتے ہوئے" (یوحنا باب ۱۶/۱۴) اپنے اپنے عہد پاک میں دیکھا [۱]۔

ان لوگوں نے تو اُس وقت دیکھا جب کہ وہ اس عالَمْ سے دُور تھا، لیکن جوں جوں وہ موج اعظم غیب کے پردوں کو چاک کرتی ہوئی نقاب پر نقاب اُلٹتی ہوئی عبد المطلب کے صلب مبارک تک پہنچ گئی اور وہاں سے حضرت عبد اللہ اور عبد اللہ سے حضرت آمنہ تک منتقل ہوئی تو کیا ہونا چاہئے تھا؟

روایتیں نہ ہوتیں تو عقل سمجھتی کہ بہتوں نے اسے دیکھ لیا ہوگا، سینکڑوں پر اس کی ظاہر ہونے والی تجلی کسی نہ کسی شکل میں پرتو فگن ہوئی ہوگی، لیکن جب عقل کی تائید نقل سے ہو رہی ہے تو پھر ان واقعات کے بیان کرنے سے "کنوؤں کے مینڈک" ہی نہیں بلکہ سمندر کے نہنگ بھی گھبراتے ہیں، شرماتے ہیں، دور از کار کہہ کر اس کو ٹالنا چاہتے ہیں، یا بقول ننھے ہر ننھو خیرا جیسے پیدا ہوتے ہیں العَظَمَۃُ لِلّٰہِ اسی طرح دنیا میں وہ پیدا ہوا تھا جس کے لئے سب کچھ پیدا ہوا صلی اللہ علیہ وسلم، حالانکہ میں بتا چکا ہوں

---

[۱] ۔ حضرت عیسیٰؑ یہ کہتے ہوئے دنیا سے ناکام ہی سدھارے کہ "میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تم سے کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے، لیکن جب وہ یعنے "سچائی کی رُوح" آئے تو تمہیں ساری سچائی کی راہ بتلائے گی کیونکہ وہ اپنی نہ کہے گی، بلکہ جو کچھ سنے گی سو کہے گی" (یوحنا کی انجیل باب ۱۶ نمبر ۱۲، ۱۳)

قرآن پاک میں ہے کہ:

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی (قرآن سورۂ نجم)

پھر جاتے ہوئے حضرت عیسیٰ نے کہا کہ: "پر اب اس پاس جس نے مجھے بھیجا ہے جاتا ہوں اور تم میں سے کوئی مجھ سے نہیں پوچھتا کہ تو کہاں جاتا ہے؟ بلکہ اس لیے کہ میں نے تمہیں یہ باتیں کہیں تمہارا دل غم سے بھر گیا لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا ہی تمہارے لئے فائدہ مند ہے میں اگر نہ جاؤں تو "تسلی دینے والا" تمہارے پاس نہ آئے گا پر اگر جاؤں تو اُسے تمہارے پاس بھیج دوں گا" (یوحنا انجیل باب ۱۶ نمبر ۵ تا ۷)

کہ مصر کے مجرم قیدی کے سولی کا واقعہ جب غیب میں کوئی نہ کوئی رنگ اختیار کرلیتا ہے
جسے سلسلہ موجودات میں کوئی اہمیت نہیں تو پھر قیاس کرنا چاہیئے کہ عالم حس کے لیئے
اور وہ جو سارے عالم کے لیئے ہے اور خود حق کی زبان میں ہر ذرۂ کائنات کے لیئے
جو رحمت ہے۔ اگر ظہور سے پہلے اسی کی غیبی تجلیوں کا کشف کسی کو خواب میں یا کسی کو
بیداری میں ہوا تو اچنبا کرنے والے کیوں پوچھتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا اور کیسے ہوا
میں یہ نہیں کہتا کہ مسلمانوں کو ہر سچی جھوٹی روایت پر ایمان لے آنا چاہیئے۔ محدثین نے
تنقید روایات کے جو اصول مقرر کئے ہیں ان سے لاپروائی اختیار کرکے میرا قطعاً
مدعا یہ نہیں ہے کہ دیوانے جو کچھ پھیلاتے رہیں اُسے ابلہوں کا طبقہ بلاچون وچرا
مانتا چلا جائے۔

تاریخ وحدیث میں فرق

لیکن حدیث اور تاریخ میں فرق کرنا ضرور ہے۔ حدیث سے عقائد اور احکام پیدا ہوتے ہیں اس لیئے اس میں شدید احتیاط کی ضرورت ہے لیکن تاریخ سے فقط واقعات معلوم ہوتے ہیں۔ پھر جس معیار پر عموماً تاریخی روایتیں جانچی جاتی ہیں ان ہی پر میلاد مبارک کی روایتوں کو بھی چاہیئے کہ جانچا جائے کیونکہ میلادی روایتوں سے نہ عقیدہ کا پیدا کرنا مقصود ہے اور نہ کسی قانونی حکم کے استنباط میں ان سے کام لیا جاتا ہے۔ ایک واقعہ ہوا ہے بس اتنا ہی ظاہر کرنا ہے اور اس کے لیئے صرف یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ گردوپیش کے حالات اس کے موئید ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ واقعہ کے امکان کے لیئے قریبی قرائن موجود ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں اور اس کے بعد ایسے ذرائع جن پر تاریخ میں اعتماد کیا جاتا ہے ان کے توسط سے ہم تک کسی واقعہ کے وقوع پذیر ہونے کی اطلاع پہونچتی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کے انکار کی گنجائش عقل ہو یا منطق آخر خواہ مخواہ کیسے اور کیوں پیدا کرے گی!

یہ ایک بڑا مغالطہ ہے کہ محدثین کی کڑی تنقید کا حربہ تاریخی روایتوں پر بھی چلا دیا جائے۔ حالانکہ اگر ایسا کیا جائے گا تو دنیا کی تمام تاریخیں نہ صرف قدیم زمانہ کی بلکہ زمانہ حال کے متعلق جو تاریخی روایتیں جمع کی جاتی ہیں یقین کیجئے کہ کایک ان کا سارا دفتر بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ آخر کس قوم کی تاریخ اس طریقہ سے مرتب ہوئی ہے کہ اس کے ہر واقعہ کی سند شاہد عینی تک مسلسل پہونچتی ہو پھر سلسلہ کا ہر راوی صدوق (سچا) متقی (پارسا) قوی الحافظہ، عادل ضابط، الغرض ہر قسم کی اخلاقی کمزوریوں سے بلند ہو اور حفظ روایت کے لئے اس کے پاس تمام فطری قوتوں سے ممکنہ حد تک آراستہ و پیراستہ ہو اس کے حافظہ میں، بیان کرنے میں سمجھنے میں کسی قسم کا جھول نہ ہو، اللہ اکبر یونان و روما ایران و ہند عرب و اندلس کی تاریخیں تو خیر ہمارے زمانہ کی عالمگیر جنگوں کے حوادث جو گذر رہے ہیں کیا ان میں پیش آنے والے واقعات جن کا مورخین اپنی کتابوں میں ذکر کر رہے ہیں یا آئندہ کریں گے محدثین کے تنقیدی معیار پر واقعہ تو یہ ہے کہ ان کی تصحیح آسان نہیں ہے۔ احکام و قوانین جن حدیثوں سے پیدا ہوتے ہیں ان کو اپنے مقررہ معیار پر جانچ جانچ کر محدثین نے مسلمانوں تک جو پہونچایا ہے میرے نزدیک تو یہ بھی عظیم الشان معجزہ ختم نبوت کا اسی طریقہ سے ہے جیسے قرآن مجید کا ہزارہا فتنوں اور مصائب سے بچ کر پاک و صاف نکل آنا اور دنیا میں اعتماد و اطمینان کی پوری ضمانتوں کے ساتھ باقی رہنا اس آخری نبوت کے معجزہ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

بہر حال عقل کا تقاضہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب ظہور سے پہلے

لہ قرآن میں ہے کہ ایک قیدی نے خواب میں دیکھا کہ میں انگور نچوڑ رہا ہوں حضرت یوسفؑ نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ تم بادشاہ کو شراب پلانے کی خدمت کرو گے اور یہی واقعہ پیش آیا۔
(قرآن ج ۱۲ سورہ یوسف ع ۱۲)

غیب کے مختلف پردوں پر آمد آمد کی مختلف تجلیاں تڑپ رہی ہوں گی۔ ملکوت و جبروت و مثال ہر مقام کی یہی ہنگامہ آرائیاں خواب یا بیداری میں لوگوں پر اگر منکشف ہوئیں اور مکاشفاتی رنگ میں پانے والے ان کو اگر پاتے رہے ہیں تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ ان واقعات کو حیرت سے کیوں سنتے ہیں! بلکہ حق تو یہ ہے کہ اس نوعیت کی آگاہیوں کا تذکرہ اگر نہ کیا جاتا تو یہ واقعہ محل تعجب ہو سکتا تھا۔

آخر اس کے بھی کوئی معنی ہیں کہ بادشاہ کا ساقی اپنی اس خدمت کو اس کے وقوع سے پہلے ایک خاص رنگ میں دیکھ لیتا ہے[۱] حالانکہ یہ بھی کوئی واقعہ ہے لیکن جب "آسمان کی بادشاہت"[۲] کا زمانہ بالکل قریب آ جاتا ہے تو سوچنے والے آخر یہ کس طرح سوچتے ہیں کہ اس وقت کچھ نہ ہوا۔

اب لوگوں کو کیا کہئے پہلے تو تاریخی واقعات اور آثار و احادیث جن سے مسلمانوں کی دینی زندگی کے قوانین پیدا ہوتے ہیں ان دونوں میں جو جوہری امتیاز ہے اس سے چشم پوشی کی گئی اور کیا عرض کیا جائے صحیح اور غلط روایتوں میں تمیز کے لئے بعضوں میں روحانی بصیرت پیدا ہو جاتی ہے اس سے بھی لوگ عموماً محروم ہوتے ہیں۔ ورنہ مسلمانوں کے ایسے اکابر مثلاً حضرت سہیل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ المتوفی ۲۷۳ھ جب میلادی واقعات کو بیان فرماتے تھے تو سند کے جھگڑوں سے الگ ہو کر لکھا ہے کہ اپنی روحانی بصیرت پر اعتماد کرتے ہوئے فرماتے:۔

"جب اللہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آمنہ کے بطن مبارک میں

---

[۱] قرآن میں ہے کہ ایک قیدی نے خواب میں دیکھا کہ میں انگور نچوڑ رہا ہوں حضرت یوسفؑ نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ تم بادشاہ کو شراب پلانے کی خدمت کرو گے۔ اور یہی واقعہ پیش آیا قَالَ اَحَدُهُمَا اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا .... اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا۔ (قرآن ج ۱۲ سورۂ یوسف ۱۲ ع ۵)

[۲] انجیل متی میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس جملہ کی طرف اشارہ ہے کہ گلیل کی جھیل کے سامنے سب سے پہلے انھوں نے آواز دی توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آ گئی ہے" (انجیل متی باب ۴ نمبر ۱۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت اسی واقعہ کی بشارت دینے کے لئے ہوئی تھی۔ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ .... (قرآن ج ۲۸ سورۂ صف ع) کا مطلب یہی ہے

ظاہر کرنا چاہا تو اس وقت رجب کا مہینہ اور جمعہ کا دن تھا۔ اس وقت خدائے قدوس نے بہشت کے فرشتہ رضواں کو حکم دیا کہ فردوس کے دروازے کھول دو۔"

اور اس وقت پکارنے والے نے آسماں اور زمین میں پکارنا شروع کیا کہ چھپا ہوا محفوظ نور آج کی رات آمنہ کی شکم مبارک میں ٹھیرتا ہے اور یہیں آپ کی شکل وصورت تیار ہوگی اور وہ دنیا کو خوشخبریاں دیتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے آگے بڑھے گا۔[۱]

اور بات سچی ہے بھی یہی کہ جو دیکھ سکتا ہے اس کو سننے کی کیا ضرورت ہے! البتہ دیدہ کی جانچ دیدہ سے ہو سکتی ہے جن کی آنکھیں زیادہ روشن ہیں ظاہر ہے کہ ان کی چیزیں کم روشنی والوں پر مرجح ہوں گی اور اسی لیئے کہا جاتا ہے کہ شریعت یعنی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی باتوں میں الہام اولیاء حجت نہیں لیکن جہاں دیدہ دیدہ میں تزاحم نہ ہو تو پھر شنیدہ سے اگر وہ ٹکرائے تو ٹکرانے دو، قوی ضعیف کو خود مغلوب کر لے گا۔

الحاصل میرے نزدیک وہ میلاد مبارک ایسے تاریخی واقعات جن کا کشف وشہود بعض خاص نفوس کو ہوا زیادہ سے زیادہ عام تاریخی روایات کے جانچنے کے جو قدرتی ذرائع ہیں انہیں کے معیار پر جانچ لینے کے بعد میں تو نہیں سمجھتا کہ ان کے بیان کرنے سے لوگ خواہ مخواہ ہچکچاتے ہیں۔ ان مکاشفات ومشاہدات کے سننے سے واقعات جو کسی زمانہ میں پیش آئے تھے ان کا علم ہوتا ہے، دل کی روشنی بڑھتی ہے، ایمان شاداب ہوتا ہے، اور آج بھی روحانی بصیرت رکھنے والے جن چیزوں کو پاتے ہیں ان کی توثیق وتصدیق ان روایات سے ہوتی ہے۔

بڑے غضب کی یہ بات ہوگی کہ جس طرح نپولین پہلے نپولین نہیں تھا اور بعد کو اپنی ذاتی کدوکاوش سے نپولین بن گیا اسی طرح یہ سمجھا جائے کہ نبی بھی پہلے نبی نہیں ہوتا اور بعد کو نبی بن جاتا ہے حالانکہ خدا جن کو اپنے لیئے بناتا ہے ان کا یہ حال قطعاً نہیں ہوتا۔

---

[۱] ۔ زرقانی بحوالہ محدث جلیل خطیب بغدادی جلد ۱ صفحہ ۱۲۴۔

وہ نبی ہوتے ہیں، اور ماں کے پیٹ میں نبی ہوتے ہیں، باپ کی پیٹھ میں نبی ہوتے ہیں، مثال میں نبی ہوتے ہیں، ملکوت میں نبی ہوتے ہیں، جبروت میں نبی ہوتے ہیں بلکہ واقعہ وہی ہوتا ہے جو فرمایا گیا ہے کہ کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ[1] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نبی تھا اور آدم ابھی روح وجسد کے درمیان تھے یعنے ابھی ان کی روح جسد سے متعلق نہیں ہوئی تھی[1]۔

کیا تماشا ہے کہ بعض علماء رسوم اس کو علم الٰہی پر محمول کرتے ہیں حالانکہ اس میں آپ کی بھلا کیا خصوصیت ہے! علم الٰہی میں تو ہر چیز اسی وقت سے ہے جس وقت آدمؑ پیدا نہیں ہوئے تھے۔

ماضی کے روایات کی تصدیق مستقبل کی روایتوں سے

آیندہ آنے والے غیب (یوم قیامت) میں جو کچھ ہوگا اس کو سب ہی مانتے ہیں اور اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ وہی سارے انبیاء ورسل علیہم السلام کے آگے آگے حشر کے میدان میں آئیں گے۔ ان ہی کی مبارک انگلیاں جنت کی زنجیروں سے مس ہوں گی، ان ہی کی زبان سے پہلے شفاعت کے لئے کھلے گی[2]۔ ان ہی کے پیچھے پیچھے بنی آدم کا سب سے بڑا گروہ ہوگا[3]۔ ان ہی کے پنجۂ میں حمد کا پھریرا ہوگا۔ ان ہی کے پرچم کے نیچے آدم بھی ہوں گے اور ان ہی کی ساری اولاد[4]۔ یعنی ابراہیمؑ بھی، موسیٰؑ بھی، عیسیٰؑ بھی، وہی اللہ کے عرش وجلال کے سامنے اس مقام پر ہوں گے جہاں پر کوئی نہ ہوگا[5]۔ وہ اس وقت بولیں گے جب سب چپ ہوں گے۔

---

[1]۔ الحاکم وصححہ، الفاظ کے معمولی تغیر کے ساتھ یہ روایت بیہقی، مسند احمد حنبل، مستدرک، حاکم وغیرہ میں پائی جاتی ہے اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں بھی اس کو درج کیا ہے دیکھو زرقانی جلد ا صلاتا۔

[2]۔ یہ سب باتیں صحیح مسلم میں ہیں۔

[3]۔ بخاری و مسلم۔

[4]۔ ترمذی۔

[5]۔ ترمذی۔

ان ہی کی زبان اس وقت کھلے گی جب سب کی زبانیں خاموش ہوں گی۔

پھر آنے والے غیب میں جس کے شان و شکوہ جاہ و جلال کا یہ حال ہوگا تو پھر کیا ہوا اگر ماضی کو گذرنے والے غیب میں قرب ظہور کے وقت یہ باتیں ہویدا ہوئیں اور خاص خاص نفوس پر ان ہی کی تجلیاں کسی نہ کسی رنگ میں چمک گئی تھیں یا خواب اور رویا میں دیکھنے والوں نے دیکھا۔

اب آپ کے آگے خواب یا بیداری کے ان ہی میلادی مکاشفات کے سلسلہ کی بعض روایتوں کا تذکرہ ایک خاص ترتیب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اِنَّ فِیْ ذَالِکَ ذِکْرٰی لِاُولِی الْبَابِ۔

میلادی مُکاشفات

مطلبی بشارت جب حضرت عبد المطلب اپنے جد امجد کے حجاب تک پہنچنے والے صلی اللہ علیہ وسلم پہونچے اس وقت سے بعض قسم کی رویا اور خواب بھی وہ دیکھنے لگے جن میں آپ کے دو خواب خاص طور پر قابل تذکرہ ہیں۔

شجری رویا (۱) حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں کہ میں حطیم (الکعبہ کی متصل ایک جگہ) میں سویا ہوا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عظیم الشان درخت زمین سے اُگا، اُگا اور بڑھا، بڑھتے بڑھتے اس کی پھنگوں نے آسمانوں کو چھو لیا، اور اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں، اس کے پتے چمک رہے تھے، ان کی چمک ایسی تھی کہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آفتاب کی روشنی سے ستر گنا زیادہ تھی، میں نے دیکھا کہ عرب اور عجم کے رہنے والے یکا یک اس درخت کے سامنے جھک گئے، اور اس کی روشنی آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی، اگر کبھی کبھی ماند بھی پڑ جاتی تو پھر چمک اُٹھتی، میں نے دیکھا کہ قریش کے کچھ لوگ اس درخت کی شاخوں سے لپٹ گئے اور بعض لوگوں کو

دیکھا کہ وہ اس کو کاٹ دینا چاہتے ہیں لیکن کاٹنے کے ارادہ سے جب اس درخت کے قریب ہوتے ہیں تو ایک خوب صورت حسین نوجوان آگے بڑھ کر ان کو روکتا ہے، میں نے اس سے زیادہ حسین و شکیل جوان آج تک نہیں دیکھا تھا، اور نہ اس سے زیادہ خوشبو میں نے کسی کے جسم سے پھیلتے دیکھی۔ بہرحال جب وہ کاٹنے کا ارادہ کرتے تو جوان بڑھتا اور انہیں روک دیتا ہے اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیتا اور پیٹھوں کو توڑ دیتا ہے میں نے بھی چاہا کہ اس درخت کی شاخوں سے لپٹ جاؤں لیکن قادر نہ ہو سکا میں نے اسی جوان سے پوچھا تو اس نے کہا کہ تیری قسمت میں نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ پھر کن لوگوں کے لیئے اس میں حصہ ہے۔ بولے کہ جنہوں نے آگے بڑھ کر شاخیں تھام لی ہیں۔

حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں کہ میں خواب کو دیکھ کر جب اُٹھا تو پریشان تھا۔ ایک جوگن (کاہنہ) کہ قریب ہی میں کہیں رہتی تھی اس سے جا کر اپنا خواب بیان کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کاہنہ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور گھبرا کر بولی کہ عبد المطلب اگر تم سچ کہتے ہو تو تمہاری پشت سے ایک شخص ظاہر ہو گا جو مشرق و مغرب کا مالک ہو جائے گا اور دنیا اس کے آگے جھک جائے گی۔[1]

(۲) دوسرا خواب حضرت عبد المطلب ہی کا یہ ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ[2] میری پشت سے ایک نقرئی زنجیر نکلی جس کا ایک کنارہ آسمان کی طرف چلا گیا اور دوسرا سرا زمین تک اور اسی زنجیر سے دو شاخیں بعد کو پھوٹیں جو مشرق اور مغرب کے کناروں تک پھیل گئیں۔ اس کے بعد وہ زنجیر ایک درخت کی شکل میں بدل گئی اس درخت کے ہر پتے پر روشنی تھی اور پورب پچھم مشرق و مغرب کے لوگ اس میں

---

[1] ابونعیم فی الحلیہ منقول از زرقانی جلد ۱ صفحہ ۱

[2] روضۃ الانف از محدث سہیلی بحوالہ بستان علی قیروانی صفحہ ۱

لٹک رہے ہیں۔ حضرت عبد المطلب نے اس کو پہلے دیکھا تھا لیکن آج چودہ سو برس
بعد ہم اس واقعہ کو اپنی تمام خصوصیتوں کے ساتھ اس وقت دیکھ رہے ہیں اور
جب تک دنیا ہے دیکھتی رہے گی۔ پتوں کی روشنی چمکنے کے بعد کبھی دھیمی پڑتی اور
پھر چمک اٹھتی۔ اس میں اسلام کے عروج وزوال کا لطیف غیبی اشارہ ہے۔ دھیمے
پڑ جانے کے بعد چمک اٹھنا پہلے بھی متعدد بار اس کا تجربہ ہو چکا ہے اس وقت بھی
ہو رہا ہے اور آئندہ بھی ہو گا۔ دھیمی پڑ جائے یہ تو ہو سکتا ہے لیکن یہ روشنی
(خاکم بدہن) کبھی ختم ہو گی ایسا کبھی نہ ہو گا کہ نہ اب کوئی نئی کتاب اترنے والی ہے
اور نہ کوئی نیا نبی آنے والا ہے۔

ناک کے قیافہ سے شناخت

(۳) حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں کہ سردیوں کا موسم
تھا اور میں تجارت کی غرض سے یمن جا رہا تھا۔ راہ میں
ایک یہودی جوتشی سے ملاقات ہوئی اس نے مجھ سے کہا کہ
اے عبد المطلب! کیا تم مجھے اجازت دے سکتے ہو کہ میں تمہارے بدن کو دیکھوں
آپ نے فرمایا کہ ستر عورت کے سوا جس حصے کو چاہو دیکھ سکتے ہو' اس نے میری ناک کے
دونوں نتھنوں کو پکڑا اور غور سے دیکھنے لگا اس کے بعد بولا کہ "میں اس کی گواہی
دیتا ہوں کہ تمہارے ایک نتھنے میں نبوت ہے اور دوسرے میں بادشاہت"
اس کے بعد اس نے مشورہ دیا کہ "اگر بنی زہرہ کے قبیلہ میں تم نکاح کرو گے تو یہ بات
حاصل ہو سکتی ہے[۱] جوتشی کی پیشین گوئی پوری ہوئی' نبوت کا ظہور جس شان سے
ہوا وہ تو ظاہر ہی ہے اور حضرت عباسؓ کی نسل میں سلطنت کا دور دورہ جس طرح
ہوا اس کو بھی سب جانتے ہیں۔ ان کشفی آثار کا مشاہدہ تو حجاب مطلبی میں
کیا گیا تھا۔

---

[۱] زرقانی جلد ۱ صفحہ ۹۱۔

ان کے سوا ایک واقعہ اور بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب مکہ پر اصحاب فیل کا حملہ ہوا تو حضرت عبدالمطلب کی پیشانی سے ایک روشنی تڑپ کر نکلی اور ہلال بن کر چمکنے لگی۔ کہا جاتا ہے کہ اس روشنی نے حرم کو منور کر دیا تھا لیکن تاریخی طور پر اس واقعہ کے متعلق یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ جب اصحاب فیل کا مکہ پر حملہ ہوا ہے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ کی بطن میں منتقل ہو چکے تھے اس وقت عبدالمطلب کی پیشانی سے ظہور کیسے ہو سکتا ہے! بلاشبہ یہ ایک تاریخی اعتراض ہے اور گو اس کے متعلق بہت کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن میں نے قصداً اس کو ترک کر دیا کیونکہ عامہ مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت عام فیل میں ہوئی۔ ابن جوزی نے اس کو جمہور کا متفقہ فیصلہ قرار دیا ہے۔

حجاب پدری کے آثار

(۴) آپ بہرحال جب حضرت عبدالمطلب کے صلب سے گذر کر پدر بزرگوار حضرت عبداللہ کی پشت میں جلوہ فرما ہوئے تو اس وقت بھی بعض واقعات پیش آئے ہیں ان کا کتابوں میں ذکر کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پدر بزرگوار حضرت عبداللہ کو حضرت عبدالمطلب اس لیئے لے جا رہے تھے کہ آپ کا نکاح کر دیں، راہ میں ایک بیراگن جو یہودن تھی نام جس کا فاطمہ بنت مرتھا اس نے حضرت عبداللہ میں یکایک ایک روشنی کا مشاہدہ کیا اور بڑھ کر ان سے ملی، ارادہ ظاہر کیا کہ وہ اس نور کو اس تک منتقل کر دیں لیکن آپنے انکار کر دیا اور فرمایا کہ حرام طریقوں سے مجھے پرہیز ہے، علاوہ اس کے والد ہمارے ساتھ ہیں، میں ان کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں کہا جاتا ہے کہ جب حضرت عبداللہ کا نکاح حضرت آمنہ سے ہو گیا تو آپ دوبارہ اسی بیراگن کے پاس سے گذرے مگر اب کے اس نے بات بھی نہ پوچھی[۱]۔

---

[۱] یہ روایت ابن عباس کی ہے، ابن عساکر خرائطی ابونعیم وغیر اس کے راوی ہیں۔

بعض لوگوں نے اس عورت کا نام لیلیٰ عدویہ بھی بتایا ہے[1] بعض قتیلہ کہتے ہیں بعضوں کے نزدیک رقیقہ نوفل ہے۔

(۵) اس سلسلہ میں ایک اور روایت بھی موالید میں عام طور سے مشتہر ہے کہ بنی عبد مناف اور بنی مخزوم کی کچھ عورتیں جن کو حضرت عبد اللہ کے اس حال کا مکاشفہ ہو گیا تھا وہ عمر بھر پچھتاتی رہیں اور اسی غم والم میں انھوں نے شادی نہیں کی یہاں تک کہ کنواری ہی مر گئیں۔ زرقانی نے ابن عباس سے "مُرادیہ" کے لفظ سے اس کو نقل کیا ہے۔ لیکن یہ روایت کس کتاب کی ہے اس کا حوالہ درج نہیں اور نہ مجھے اب تک اس کا پتہ چلا ہے غالباً یہ عورتیں عرب کی جوگنیں (کاہنات[2]) تھیں جن سے غیر معمولی باتوں کا علم کسی نہ کسی رنگ میں ہو جاتا تھا۔

بہر حال اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ یہ عورتیں علم کہانت سے شاید کچھ تعلق رکھتی تھیں ورنہ عام طور پر تمام عورتوں کا اس سے مطلع ہونا اور ٹھیک شب حمل میں قریش کی ساری عورتوں کا آتش رشک وحسد میں جل کر بیمار ہونا ثابت نہیں اور نہ تاریخی لحاظ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

آخری حجاب مادری	حجاب عبد اللہ کے بعد سیدہ آمنہ رضی کے بطن مبارک تک

[1] زرقانی جلد ا صفحہ ۱ میں اس روایت کے تفصیلات پڑھیے۔

[2] کہانت کا رواج جاہلیت کے زمانہ میں عرب میں بھی تھا اور عرب کے سوا بھی دوسرے ملکوں میں اس خاص طریقہ کی لوگ مشق و ملکہ حاصل کیا کرتے تھے' ہمارے علماء کا خیال ہے کہ بعض لوگ جن یا خبیث روحوں کو تابع کر کے آیندہ کے واقعات ان سے دریافت کیا کرتے تھے اور کچھ ایسے بھی تھے جو جدگی سی کیفیت اپنے اوپر طاری کرتے تھے۔ جس سے ان میں یکسوئی کی حالت پیدا ہو جاتی تھی اور باطنی قوی بیدار ہو جاتے تھے جن کی راہ سے بعض ایسے معلومات سے آگاہی ان کو حاصل ہو جاتی تھی جو عوام کو معلوم نہیں ہوتے' اور کبھی علم نجوم یا علم کف دست قیافہ وغیرہ سے بھی اس راہ میں ان لوگوں کو مدد ملتی تھی لیکن ہمارے ذرائع زیادہ تر مشکوک و وہم ہوتے ہیں ایک میں ننیانوے باتوں کا اضافہ آدمی کا وہم کر دیتا ہے اسی لیئے اسلامی شریعت میں ان امور کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔

پہونچنے کے بعد سارے پردے گویا اُٹھ چکے تھے، اب ایک صرف ایک پردہ باقی تھا اگر اس وقت عالم شہادت میں یہ روشنی چھن چھن کر زیادہ زور و شور کے ساتھ آنے لگی تو یقیناً یہ وقت کا تقاضہ تھا، اب غیب کا ڈانڈا شہادت سے گویا مل رہا تھا برقی رو کے تاثرات غیب سے چمک چمک کر، جھلک جھلک کر شہادت کو جگمگا رہے ہوں گے۔ اگر عالم خواب یا عالم بیداری میں سیّدہ آمنہ رض کو عجائب و غرائب نظر آنے لگے تھے تو آپ خود سوچئے کہ اس کے سوا اور ہوتا کیا؟ سب قوموں کا ہلانے والا آرہا ہے۔ آسمانی بادشاہت جس کے قریب آنے کی بشارت حضرت مسیح نے دی تھی آسمان کی وہی بادشاہت اب زمین پر آرہی ہے اور بقول یسعیاہ نبی:-

یسعیاہ نبی کی پکار

"اُٹھ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا ہے۔" "دیکھ! تاریکی زمین پر چھا گئی اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجھ پر طالع ہوگا اور اس کا جلال تجھ سے نمودار ہوگا اور قومیں تیری روشنی میں اور شاہاں تیری طلوع کی تجلی میں چلیں گے" [1]

امت کے سردار کی بشارت

(٦) سیّدہ آمنہ رض فرماتی ہیں جس وقت میں حاملہ ہوئی تو مجھے نیند آگئی کیا دیکھتی ہوں کہ ایک شخص مجھ سے کچھ کہہ رہا ہے:- "اے آمنہ! تو اس اُمت کے سردار کی حاملہ ہوئی" [2]

آثار حمل کا عدم احساس

(٧) آپ یہ بھی فرماتی ہیں ورنہ یوں مجھے بالکل پتہ نہ چلا کہ میں حاملہ ہوں کیونکہ مجھے نہ کوئی گرانی محسوس ہوئی اور نہ میں نے ان اثرات کو محسوس کیا جو عام طور پر حمل میں عورتوں کو معلوم ہوتا ہے البتہ جب طمث کو میں نے منقطع ہوتے ہوئے دیکھا تو سمجھی۔

---

[1] کتاب یسعیاہ نبی باب ٦۔

[2] ابن ہشام، زرقانی وغیرہ صفحہ ١ جلد (١)۔

سارے بنی آدم کے سردار کی بشارت

(۸) پھر فرماتی ہیں کہ میں نے پھر خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا مجھ سے کہہ رہا ہے :

"تو سارے بنی آدم کے سردار سے حاملہ ہوئی"۔

سیدہ آمنہ رضی کا بیان ہے کہ پکارنے والا جس وقت یہ پکار رہا تھا اس وقت میں نہ تو پوری طرح جاگ رہی تھی اور نہ سو رہی تھی ایک درمیانی کیفیت تھی [۱]

قریش کے حیوانات کا ایک دوسرے کو مژدہ

(۹) اس سلسلہ میں اس مکاشفہ کا بھی ذکر کیا جاتا ہے جو ابن عباس رض سے مروی ہے :۔

"کہ جس رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آمنہ رض حاملہ ہوئیں تو قریش کے مویشیوں، چوپایوں نے ایک دوسرے کو بشارت دی کہ قسم ہے کعبے کے رب کی کہ آج کی رات دنیا کا سردار اور زمانہ کا چراغ اپنی ماں کے پیٹ میں آگیا۔" [۲]

(۱۰) اسی روایت میں یہ مکاشفہ بھی درج ہے کہ مشاہدہ کیا گیا کہ بیابانوں کے درندے، چرند، اِدھر سے اُدھر بھاگے پھرتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کو مژدہ سناتے تھے۔ آگ ابراہیم کو پہچانتی ہے، دریا موسیٰ کو جانتا ہے، پھر اگر درندوں اور پرندوں نے ابراہیم موسیٰ کی آرزو اور دعا کو پہچانا تو اس کے سوا آخر اور ہوتا کیا؟

سلاطین پچھاڑے گئے

(۱۱) بعضوں کو عالمِ غیب میں یہ بھی محسوس ہوا کہ سلاطین دنیا کے سرنگوں ہو گئے۔ لوگوں کو اس پر حیرت ہوئی کہ سرنگوں تو بعد ہوئے پھر پہلے کس طرح اس کا مشاہدہ کیا گیا! لیکن میں عرض کر چکا ہوں کہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ بھائیوں کو سجدہ کرتے ہوئے

---

[۱] شامی واقدی زرقانی وغیرہ۔

[۲] حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ونقلہ الزرقانی والاندلسی۔

برسوں پیشتر دیکھ لیا تھا تو جو بعد کو سرنگوں ہوئے کسی رنگ میں ان ہی کی نگوساریوں کا عکس دلوں پر پڑ گیا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔

نور کا افشاء اسی مکاشفہ کا وہ اہم جز ہے جس میں سیدہ آمنہؓ فرماتی ہیں کہ "میں جس وقت حاملہ ہوئی اس وقت دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا اور رومیوں کے جو قلعے بُصریٰ و شام میں تھے وہ میرے سامنے آگئے"[1]

حضرت مسیحؑ کی بشارت کا اعادہ (۱۲) ایک مکاشفہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ:۔ "ایام حمل کے ہر مہینہ میں پکارنے والا یہ پکارتا تھا کہ مُبارک ہو کہ ابوالقاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا وقت قریب آگیا"۔

یہ وہی جملہ ہے کہ جس کو حضرت مسیح علیہ السلام نے آج سے پانسو برس پیشتر ان لفظوں میں ادا کیا تھا:

"توبہ کرو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے"[2]

بہرحال یہ کوئی نئی آواز نہیں تھی جو پیدائش سے چند مہینے پیشتر سُنی گئی، ہم تو دیکھ رہے ہیں کہ صدیوں پہلے پکارنے والے یہی پکارتے ہوئے چلے آرہے تھے۔

اسم مُبارکؐ کی بشارت سیدہ آمنہؓ فرماتی ہیں کہ جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا زمانہ قریب آگیا تو میں نے پھر خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے۔

یہ کہہ کہ "اے عورت میں اس بچہ کو خدائے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں۔ ہر حاسد سے بچاتی ہوں اور دیکھ اس کا نام محمدؐ رکھنا"[3]

---

[1] زرقانی نے مستدرک حاکم ابن حبان وغیرہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور تفصیل کے ساتھ اس پر بحث کی ہے۔ بصریٰ شام کے ایک تجارتی نہر کا نام ہے۔ [2] انجیل متی باب ۳ نمبر ۲۔
[3] ابن اسحاق فی مغازیہ۔

اب وہ وقت ہے کہ غیب سے جو روشنی اس دھوم دھام سے چلی تھی وہ عالم شہادت پر جلوہ انداز ہوا۔ اس وقت ملاء اعلیٰ سے لے کر مثال تک اور مثال سے شہادت تک ایک عجیب گھما گھمی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے تو جس ٹیکرے پر ان کی والدہ تھیں اس کے نیچے ایک نہر جاری ہوگئی اور ذرا سی جنبش سے کھجور کے پکے ہوئے پھل ان کی گود میں ٹپک ٹپک کر گرنے لگے۔ کیا یہ افسانہ ہے؟ کون ہے جس نے اس واقعہ کو قرآن میں نہیں پڑھا ہے! کیا اسی قرآن میں نہیں ہے کہ مسیحؑ کی ولادت کے وقت پکارنے والا پکار رہا تھا:

فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي ۔ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۔	اور پکارنے والے نے نشیب سے پکارا اے مریم! رنجیدہ نہ ہو۔ تیرے پروردگار نے تیرے پائیں میں ایک نہر جاری کی ہے۔ درخت کے تنہ کو پکڑ کر ہلا پکی پکی کھجوریں گریں گی۔

(قرآن ج ۱۶ سورۂ مریم ۱۹ ع ۲)

اور کیا اسی کے بعد بحالت بیداری حضرت مریمؑ کو یہ ملکوتی مکاشفہ نہیں ہوا:

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ۔ (قرآن ج ۱۶۔ سورہ مریم ۱۹ ع ۲)	پس کھا اور پی اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈی کر اگر کسی آدمی کو تو دیکھے تو اس سے کہہ کہ میں نے اللہ کے نام کا روزہ رکھا ہے اور آج میں کسی سے نہ بولوں گی۔

پس اگر ایسا ہوتا ہے اور ہوا تو پھر کیا ہوا اگر تاریخی طور پر ہمارے مورخین ان واقعات کو بیان کرتے ہیں۔

صوتی مکاشفہ (۱۴) بی بی آمنہؓ فرماتی ہیں کہ ٹھیک جس وقت ولادت کی کیفیات شروع ہوئیں تو سب سے پہلے ان کو ایک صوتی

مکاشفہ ہوا ' فرماتی ہیں کہ :

"میں نے ایک تڑاکے کی ایک آواز سنی جو بہت سخت تھی اور میں سہم گئی"[1]

(۱۵) اس کے بعد آپ کے سامنے سے غیبی حجابات اٹھا دیئے گئے اور جو کچھ وہاں ہو رہا تھا اس کا مکاشفہ ہونے لگا ' فرماتی ہیں کہ :

طیری مکاشفہ

"پھر میں نے ایک سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو میرے دل کو سہلا رہا تھا اور اس عمل سے میرا خوف جاتا رہا اور نہ صرف رعب بلکہ جو ولادت کی بے چینی تھی وہ بھی زائل ہو گئی۔

شربت کا مکاشفہ

(۱۶) اس کے بعد فرماتی ہیں کہ میں نے جو غور کیا تو کیا دیکھتی ہوں کہ میرے سامنے شربت کا ایک پیالہ ہے جس کا رنگ بالکل سفید تھا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اُسے دودھ خیال کیا اور مجھے پیاس بھی شدت سے لگی ہوئی تھی اُٹھا کر پی گئی ' پینے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شہد سے بھی زیادہ شیریں تھا۔

غیبی عورتوں کا مشاہدہ

(۱۷) کشفی حالت دم بدم بڑھ رہی تھی فرماتی ہیں کہ :-

"اب میں نے دیکھا کہ ایک روشنی بلندی سے میری طرف اُتر رہی ہے ' میں نے غور جو کیا تو اس میں چند طویل القامت عورتوں کو پایا ' ایسا محسوس ہوا کہ عبد مناف کے خاندان کی عورتیں ہیں جو مجھے گھیرے کھڑی ہیں اور میں نے گھبرا کر کہا کہ ہائیں ! میری اس حالت کا علم ان عورتوں کو کس طرح ہوا ! میرے اس تعجب پر ان میں سے ایک نے کہا کہ "میں آسیہ فرعون کی عورت ہوں" دوسری نے کہا کہ "میں مریم بنت عمران (حضرت مسیح کی والدہ) ہوں اور یہ بھی بولیں کہ اور جو ہیں وہ حوریں ہیں"۔[2]

---

[1] ابو نعیم عن ابن عباس۔ عالم غیب میں کیا سلامی کی توپیں اتاری گئیں جن کے اثرات شہادت تک پھیل گئے۔ فقہا ممکن ہے کہ اس سے یوم ولادت میں توپ سلامی کے مسئلہ کو مستنبط کریں۔

[2] ابو نعیم فی الحلیہ و زرقانی۔

نقیب کی آوازوں کا مکاشفہ

(۱۸) اس حال کے بعد فرماتی ہیں کہ:
"میں نے پھر تڑاکے کی آواز سنی اور اب رہ رہ کر یہ آواز بار بار آ رہی تھی، اور ہر پچھلی آواز پہلی سے زیادہ زوردار تھی جس سے میرا خوف بڑھتا جاتا تھا، میری پریشانی بڑھتی جاتی تھی کہ یکایک اب کی دفعہ میں کیا دیکھ رہی ہوں کہ سفید ریشم کی ایک چادر آسمان و زمین کے درمیان لٹک گئی اور ایک پکارنے والا پکار رہا ہے:
"لوگوں کی نگاہوں سے انہیں چھپا لو۔"
اب میں نے غور کیا تو دیکھتی ہوں کہ فضا میں کچھ لوگ اِدھر اُدھر کھڑے ہوئے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کے سفید آفتابے ہیں۔

مثالی ہستیوں کا مکاشفہ

(۱۹) حضرت آمنہ رضؓ کو اس کے بعد یہ مثالی صورتیں نظر آئیں فرماتی ہیں کہ:
"میں نے دیکھا کہ پرندوں کا ایک جھنڈ سامنے سے اُڑتا ہوا آ رہا ہے اور میرا کمرہ ان سے معمور ہو گیا۔ ان کے چونچ زمرد کے مانند تھے اور بازو یاقوتی معلوم ہوتے تھے۔"

جھنڈوں کا مکاشفہ

اس کے بعد حضرت آمنہ رضؓ کی کشفی حالت میں ترقی ہوتی ہے، خود فرماتی ہیں:
"فَكَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِيْ" یعنی اللہ تعالیٰ نے میری سر کی آنکھوں سے بھی پردہ ہٹا دیا۔ اور دنیا کے مشرقی اور مغربی ممالک یکایک میرے سامنے ہو گئے، میں نے تین جھنڈوں کو لہراتے ہوئے دیکھا:
(۱) ایک تو مشرق کی بلندیوں پر لہرا رہا تھا۔
(۲) دوسرا مغرب کی بلندیوں پر۔

(۳) تیسرا کعبہ (وسط دنیا) پر۔

(۲۰) اسی کے بعد فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے پیٹ میں حرکت محسوس کی یہ کیسی جنبش تھی اور کیا تھا۔ کیا جس کے لئے عالم تکوین جنبش میں آیا تھا اس کی یہ آخری جنبش تھی۔ خدا جانے کیا تھا اور کیا ہوا۔ حضرت آمنہ رضؓ فرماتی ہیں کہ :

"میں نے ان ہی ہنگاموں میں دیکھا کہ وہ کسی کے آگے پیشانی صلی اللہ علیہ وسلم ٹیکے انگلیاں آسمان کی طرف اٹھائے تشریف فرما ہیں۔" صلی اللہ علیہ وسلم

"راز" پردہ سے باہر آگیا اور جس مقصد کے لئے سب کچھ کیا گیا تھا وہ سامنے آگیا، آنے والا آگیا، قومیں ہل گئیں، احمدؐ کی ستائش سے زمین بھر گئی۔[۱] داؤدؑ کی بانسری کا نغمہ اب جاکر منطبق ہوا۔ تو بنی آدم میں نہایت حسین ہے۔ اے پہلوان! تو جاہ وجلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ امانت حلم و عدالت پر اپنی بزرگی اور اقبال مندی پر سوار ہو۔ تیرا داہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائے گا (زبور ۲۵/۴)

مسیح علیہ السلام کا وہ مبارک "فارقلیط" آگیا جس کو معماروں نے اگرچہ عرب میں لاکر بسایا لیکن بقول مسیح "وہی کونے کے سرے کا پتھر ہوگیا اس پر پہلوں نے بھی تعجب کیا اور وہ بھی تعجب کر کے فرماتے ہیں کہ یہ خداوند کی طرف سے ہے"۔[۲]

۱۔ تورات۔ اصل عربی عبارت۔ وَامتلأتِ الارضُ بحمدِ احمد

۲۔ انجیل متی باب ۲۱ نمبر ۴۲ متی کی انجیل میں ہے کہ یسوعؑ نے انہیں کہا کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا۔ یہ خداوند سے ہوا اور ہماری نظروں میں عجیب ہے، اسی لئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور ایک قوم کو جو اس کے پھل لادے دی جائے گی۔ اور جو اس پتھر پر گرے گا چور چور ہو جائے گا پر جس پر وہ گرے اسے پیس ڈالے گا" (انجیل متی باب ۲۱ نمبر ۴۲ تا ۴۴ نیز انجیل لوقا باب ۲ نمبر ۷ تا ۱۸)

بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ :-

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ مَثَلِيْ وَمَثَلَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور اگلے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اسکو خوب آراستہ و پیراستہ کیا مگر ایک جانب کونے میں ایک

[illegible]

جسے راج رد کر چکے تھے وہ پتھر
ہوا جا کے قائم وہ آخر سرے پر (مسدس حالی)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً دَائِمَۃً مُتَلَازِمَۃً

مُبارک ہو شنبہ ہر دوسرا تشریف لے آئے۔ مُبارک ہو محمد مصطفٰے تشریف لے آئے۔

فاطمہ بنت عبد اللہ کا مکاشفہ

انوار کی جھڑی بندھی ہوئی تھی۔ علویات اپنے مرکز کو تہماد میں پاکر اسی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ سیدہ آمنہ رض تو جو کچھ دیکھ رہی تھیں وہ دیکھ ہی رہی تھیں لیکن زچہ خانہ کی ایک عورت جس کا نام فاطمہ بنت عبد اللہ تھا اور جو عثمان بن عاص رض کی والدہ تھیں آخر ان پر بھی مکاشفہ کی حالت طاری ہوئی وہ عالم غیب کے اجرام نورانی کو دیکھ کر فرماتی ہیں :۔

"میں نے دیکھا کہ سارا گھر روشنی سے بھر گیا، میں نے یہ بھی دیکھا کہ تارے آسمانوں سے لٹکے چلے آتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا گر پڑیں گے۔" [۱]

صبح صادق کے وقت اگرچہ آسمان میں تارے کم رہ جاتے ہیں لیکن کیا یہ اسی محدود عالم کے تارے تھے یا کسی اور کرہ کے غیبی لطائف تھے۔ جس نے دیکھا وہی اس کو بہتر جان سکتا ہے۔

بقیہ صفحہ گزشتہ

لَبِنَۃٍ مِنْ زَاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِہٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَہٗ وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ، قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ، وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ

(بخاری ج ۲ کتاب المناقب باب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم)

لوگ اس گھر کے اطراف میں پھرتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ (ایسے آراستہ گھر میں) یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی؟ تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

[۱] حافظ ابو عمرو بن عبد البر فی کتابہ النساء منقول از روض الانف۔

سفید ابر کا مکاشفہ

(۲۲) سیدہ آمنہؓ پر ولادت کے بعد بھی مکاشفہ و اشراق کی حالت دیر تک قائم رہی بعد وضع کے فرماتی ہیں کہ:۔

"میں نے دیکھا کہ ایک ابر سفید اس کے بعد ظاہر ہوا اور ان کو ڈھانک لیا پھر وہ میری نگاہوں کے سامنے نہیں تھے کہ اس کے بعد آواز آئی کہ پکارنے والا پکار رہا ہے کہ اُن کو مشرقی اور مغربی ملکوں میں گھمالاؤ، اور ان کو دریاؤں میں بھی لے جاؤ تاکہ سب پہچان لیں اور سب کو ان کا نام اور ان کی صورت معلوم ہو جائے اور یہ کیفیت بہت جلد غائب ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر سامنے آگئے۔"

یہ غیبی "ابر سپید" جس کا چرچہ عموماً مولودوں میں کیا جاتا ہے اس کی زیادہ تفصیل مشہور اسلامی مورخ و محدث علامہ خطیب بغدادی کی روایت سے ہوتی ہے ان کی روایت میں ہے کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ:۔

"میں نے اس ابر کو دیکھا اس سے روشنی کے بقعے چھوٹ رہے ہیں اور اس کے اندر سے گھوڑوں کی ہنہناہٹ، پرندوں کے بازوؤں کی پھڑپھڑاہٹ، اور لوگوں کی باہمی گفتگو کی گھنگھناہٹ کی آوازیں آرہی تھیں۔ اتنے میں وہ بادل آپ پر چھا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری نگاہوں سے غائب ہو گئے۔"

اس کے بعد آواز آئی کہ کوئی پکارنے والا پکار رہا ہے:

کائنات پر وجہ کائنات کی پیشی

لے جاؤ! ان کو پورب پچھم کے ملکوں میں لے جاؤ، دریاؤں کی سیر کرا لاؤ اور ہر جاندار جن و انس ملائکہ، پرند، چرند و حوش و دد ند پر ان کو پیش کر دو"

یہ عجیب مثالی اشراقات تھے جن کی باریکیوں کو وہی جان سکتے ہیں جو اس کے تجربہ کار

ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد یہ آواز بھی آئی کہ جو کچھ پہلوں[1] کو دیا گیا ہے وہ سب ان کو دیدو۔

(۲۳) سیّدہ آمنہ رضؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ابر کھل گیا لیکن ان کی علوی کیفیت کشفی حالت اسی طرح باقی ہے۔ فرماتی ہیں:۔

حریری چادر

اب مجھے نظر آیا کہ آپ ایک حریر کے کپڑے میں نہایت احتیاط سے لپٹے ہوئے ہیں اور پانی کے کچھ قطرات اس سے ٹپک رہے ہیں۔

فتح عام کی بشارت

(۲۴) اس کے بعد آواز سنی کہ پکارنے والا پکار رہا ہے، "اہاہا! اہاہا! محمدؐ ساری دنیا پر چھا گئے مخلوقات میں کوئی ایسا نہیں جو ان کے قبضہ سے باہر ہو۔"

ملکوتی تغسل اور مہر نبوت کا مکاشفہ

(۲۵) سیّدہ آمنہ رضؓ کو ان مسلسل مشاہدات نے ابتک اتنی فرصت نہ دی کہ اپنے ایسے عظیم الشان بچہ کی پیاری صورت دیکھیں۔ فرماتی ہیں کہ:

"اس کے بعد مجھے کچھ ہوش آیا اور میری نگاہ ان کے چہرہ پر پڑی، ایسا معلوم ہوا کہ چودھویں رات کا چاند چمک رہا ہے، ان سے ایسی خوشبو نکل رہی تھی کہ گویا مشک میں نہائے ہوئے ہیں لیکن یہ حال زیادہ دیر تک نہیں رہا پھر حجابات اُٹھ گئے فرماتی ہیں:

"پھر میں نے یکایک دیکھا کہ تین آدمی چلے آرہے ہیں۔"

غور کرنے کا مقام ہے کہ زنانہ مکان کے ایک حجرہ میں یہ سارے مکاشفات ہو رہے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فضا ساری ان کے لئے کھلی ہوئی ہے۔ بہرحال فرماتی ہیں:

[1]۔ آیندہ روایات زرقانی شرح مواہب لدنیہ سے ماخوذ ہیں اصل کتابوں کے حوالے اور ان متعلقہ مباحث کا مطالعہ اسی کتاب میں کرنا چاہئے۔

"میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ ہے اور دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا ایک طشت ہے۔ تیسرے کے ہاتھ میں سفید ریشم کا ایک رومال ہے۔ تیسرے نے اس رومال کو کھولا اس سے ایک انگوٹھی نکالی جس کی چمک دمک سے مجھے کچھ چکاچوند لگ گئی۔ اس کے بعد انھوں نے غسل دیا اور اس انگوٹھی سے مونڈھے کے درمیان مہر لگائی اور پھر اس انگوٹھی کو رومال میں باندھ کر اپنے بازو میں چھپا لیا اور پھر مجھے دیدیا۔"

یہ لین دین کہاں ہو رہا تھا اور اس کا تعلق کس عالم سے تھا جن پر گذری وہی جانے ورنہ یوں تو ظاہر ہے کہ سیدہ آمنہ رض نے اپنے متروکات میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی۔

روشنی کا مکاشفہ

(۲۶) طبقات ابن سعد میں ہے کہ سیدہ آمنہ رض کو ولادت کے وقت بھی بحالت بیداری یہ مکاشفہ ہوا۔ آپ فرماتی ہیں:

"جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے علیحدہ ہوئے تو اسی کے ساتھ ایک روشنی بھی نکلی جس سے مشرق و مغرب اور ان کے درمیان میں جتنے مقامات ہیں سب مجھ پر منکشف ہو گئے۔"

حاکم کی روایت میں ہے کہ صرف شام کے قلعے منکشف ہوئے۔

قابلہ یا دائی جنائی کا مکاشفہ

(۲۷) مشہور صحابی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رض کی والدۂ ماجدہ جن کا نام شفاء بنت عوف ہے فرماتی ہیں کہ میں ولادت کے وقت زچہ خانہ میں تھی میرے ہاتھ پر آپ پیدا ہوئے اسی حال میں کہ یکایک حجابات اُٹھ گئے اور میرے سامنے مشرق و مغرب کی تمام درمیانی علاقے آگئے یہاں تک کہ مجھے شام کے بعض قلعے بھی نظر آئے۔ اس کے بعد یکایک مجھے کسی چیز نے ڈھانک لیا جس سے میرے بدن پہ کپکپی پیدا ہو گئی اور کان میں یہ

آواز آرہی تھی کہ کوئی کسی سے کہہ رہا ہے کہ تم کہاں لے گئے تھے! جواب دینے والے نے کہا مشرق کی طرف۔ پھر وہی غشی اور لرزے کی حالت طاری ہوئی اور وہ غائب ہو گئے۔ پوچھنے والے نے پھر پوچھا کہ کہاں لے گئے تھے! تو کہا کہ مغرب کی طرف۔"

ایک یہودی جوتشی کا مکاشفہ

(۲۸) نہ صرف زچہ اور زچہ خانہ کی عورتوں پر یہ حالتیں طاری ہوئی تھیں بلکہ جہاں کہیں بھی کوئی لطیف رُوح یا قلب صافی موجود تھا ان پر ان غیبی برقنابیوں کے اثرات طاری ہوتے تھے ان میں سے اس وقت میں فقط دو مکاشفے درج کرتا ہوں:

حضرت حسان بن ثابت صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں بچہ تھا اور اس وقت میں سات یا آٹھ سال کا تھا تاہم مجھ میں اتنی عقل تھی کہ جو سنتا تھا اُسے سمجھتا تھا۔ بہرحال میرے کان میں یکایک آواز آئی غور جو کیا تو معلوم ہوا کہ ایک یہودی مدینہ کی ایک گڑھی کی بلندی پر چڑھ کر چلّا رہا ہے:

"یہودیو! یہودیو! دوڑو، دوڑو"!!

میں نے دیکھا کہ یہودیوں کی جماعت اُدھر دوڑی جا رہی ہے، میں بھی دوڑ پڑا۔ جب لوگ اس کے پاس پہنچ گئے تو کہنے لگے کہ م خدا تجھے کیا ہوا کہ یکایک چیخنے لگا؟ بولا: "آج احمد کا ستارہ طلوع ہو گیا اور آج کی رات وہ پیدا ہو گیا"۔[1]

مسیح علیہ السلام بھی جب پیدا ہوئے تو انجیل میں بیان کیا گیا ہے کہ "کئی مجوسی پورب سے یروشلم میں یہ کہتے ہوئے آئے کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟ کیونکہ پورب میں اس کا ستارہ دیکھ کر ہم اُسے سجدہ کرنے آئے ہیں"۔[2]

ایک دوسرے یہودی جوتشی کا مکاشفہ

(۲۹) اسی طرح مکہ کے ایک یہودی کا واقعہ

---

[1] البیہقی و ابو نعیم بحوالہ الزرقانی جلد ۱ صفحہ ۱۲۱۔

[2] انجیل متی باب ۲۔ نمبر ۱-۳۔

بھی ہے یہ واقعہ حضرت عائشہؓ نے کسی سے سُنا تھا وہ فرماتی ہیں کہ :

"مکہ میں ایک ساہوکار یہودی تھا' جس شب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو وہی ساہوکار یہودی گھر گھر قریشیوں سے پوچھتا پھرتا تھا کیا تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ عموماً لوگ لاعلمی ظاہر کرتے۔ وہ بولا کہ آج اس امت کا نبی پیدا ہو چکا ہے' جس کے مونڈھے کے درمیاں ایک علامت ہے اس کے اس کہنے پر لوگ مختلف مکانوں کی طرف دوڑ پڑے' بالآخر ان کو پتہ چلا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر میں بچہ پیدا ہوا ہے' لوگوں نے یہودی کو خبر دی وہ بے تحاشا ان کو ساتھ لے کر حضرت کے گھر کی طرف دوڑ پڑا اور جس طرح بن پڑا اس نے کہا کہ میں بچہ کو دیکھنا چاہتا ہوں' اجازت مل گئی۔ یہودی نے پشت مبارک کھول کر دیکھی اور دیکھتے ہی بے ہوش ہو گیا' جب ہوش میں آیا تو کہتے تھے کہ بے اختیار ہو کر چلا رہا تھا کہ :

"بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہو گئی یہ ایک دفعہ لوگوں پر چھا جائے گا۔ پھر اس کی خبر مشرق و مغرب ہر طرف سے آئے گی"۔ [1]

قصر کسریٰ۔ بحیرہ ساوہ آتش کدہ ایران کے واقعات

(۳۰) یہ بھی ایک تاریخی واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عالم غیب سے شہادت میں نقاب افگن ہوئے تو کسریٰ کا ایوان ہل گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے' بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا' آتش کدہ ایران بجھ گیا۔ [2]

یہ واقعات ان کتابوں میں درج ہیں جن کے مصنفین تیسری چوتھی صدی میں ایوان کسریٰ کے قریب بغداد میں رہتے تھے اور یہ واقعات مسلمانوں میں ابتداء سے

---

[1] حاکم کی مستدرک میں بھی یہ روایت ہے' حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس کی تصحیح کی ہے۔ زرقانی ص ۱۲۱۔

[2] رواہ بیہقی وابونعیم والخرائطی وابن عساکر وابن جریر طبری' کسریٰ شاہ ایران کا عراقی مستقر مدائن میں تھا جو موجودہ شہر بغداد سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ محل کا کچھ حصہ آج بھی باقی ہے۔

مشہور تھے، اب اگر ایوان کسریٰ کے کنگرے نہیں گرے تھے تو یہ اپنی عینی شہادتوں سے اس کو غلط ثابت کر سکتے تھے۔ علاوہ اس کے یہ بھی ممکن ہے کہ جس طرح مثالی صورت میں حجی نبی نے تمام قوموں کو ملتے دیکھا، جس کی تعبیر بعد کو نکلی۔ اسی طرح کسی نے دولت ایران کے زوال کو اس شکل میں دیکھا ہو۔

نیز کنگروں کا گر جانا، آگ کا بجھ جانا، دریاؤں کا خشک ہو جانا ایک معمولی بات ہے، دریائے ساوہ تو اس زمانے سے کر اس وقت تک حضرموت کے میدانوں میں خشک پڑا ہے۔[1] ایران کا آتش کدہ بھی قطعاً بجھ چکا ہے۔ طاق کسریٰ کے کنگرے بھی گر چکے ہیں۔ اب رہ گئی یہ بات کہ آیا ان حادثات کا تعلق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے ہے یا روزمرہ پیش آنے والے حوادث کے سلسلے کی چیزیں تھیں ہم اہل اسلام اس کو ولادت کے آثار بتاتے ہیں۔ ہمارے مورخین ایسا ہی خیال کرتے ہیں مخالف کو خیال ہے کہ اس کے لئے کوئی دوسرا سبب تراش لے۔ بہرحال منکر کو بھی ان واقعات کے انکار کی ضرورت نہیں۔ ہاں اسباب کے متعلق وہ بحث کر سکتا ہے اور ہر جگہ کر سکتا ہے۔ خود کائنات کے اس نظام کو ایمان والے حق سبحانہٗ تعالیٰ کی کارفرمائیوں کی جلوہ گاہ یقین کرتے ہیں۔ لیکن شکیوں کو اس میں بھی شک ہے۔ وہ سب کچھ مادہ کے مجہول نقطے سے نکلا ہوا مان کر مطمئن ہو چکے ہیں، ایسی باتوں کے جواب میں اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ ؎

چشم بداندیش کہ برکندہ باد ۔۔۔ عیب نماید ہنرش در نظر

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ فَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

---

[1] عرب کے جدید جغرافیائی اطلسوں میں اس کی نشاندہی بھی کرتے ہیں لیکن ہمارے یہاں کے تمام شارحین حدیث وسیر بحیرۂ ساوہ کی نشاندہی فارس کے اس علاقہ میں کرتے ہیں جو ہمدان اور قم کے درمیان واقع ہے کہتے ہیں کہ اسی علاقہ میں جہاں آج کل ساوہ نامی شہر آباد ہے پہلے ایک دریا تھا جس میں کشتیاں چلتی تھیں، مگر عہد ولادت کے زمانہ میں وہ خشک ہو گیا اور اسی خشک جگہ پر اب شہر آباد ہے۔ (زرقانی جلد ۱ صلا۱۲)

عرضِ احسن

بآستانۂ

نبوتِ کبریٰ علیٰ صاحبہا الف الف سلام و تحیۃ

از

المغرور بالامانی مناظر احسن گیلانی غفراللہ لہٗ

آج سے (۲۵) پچیس سال قبل ۱۹۲۸ء میں حج و زیارت کی سعادت سے سرفرازی ہوئی تھی روضہ طیبہ نبوت کبریٰ علیٰ صاحبہا الف الف سلام و تحیۃ پر اس معروضۂ نیاز کے پیش کرنے کا موقعہ ملا تھا۔

ہر ایک سے ٹکرا کر ہر شغل سے گھبرا کر
ہر فعل سے شرما کر ہر کام سے پچھتا کر

آمد بدرت بنگر
اے خاتمِ پیغمبر

یا قاسم للکوثر اے سرورِ ہر سرور
اے رہبرِ ہر رہبر اے آنکہ توئی افسر
ہر کہتر و ہر مہتر فی المبدء والمحشر
اے ہستیٔ تو محور للاکبر والاصغر
اے طلعتِ تو مظہر للاول والآخر
اے رحم جہاں پرور آقائے کرم گستر

آمد بدرت بنگر

امروز چہ مہمانے ناکارہ و ناد انے

آلودۂ عصیانے آغشتۂ د امانے

بازیچۂ شیطانے از کردہ پشیمانے

آمد بدرت بنگر

نے مونس و نے یاور

نے ساز نہ سامانے نے علم نہ عرفانے

نے فضل نہ احسانے نے دین نہ ایمانے

از خانۂ ویرانے وز کلبۂ احزانے

از محبس و زندانے ناشکری و کفرانے

آمد بدرت بنگر

کَالحَائِرِ وَالمُضطَر

باچاک گریبانے باسینۂ بریانے

بادیدۂ گریانے بااشک فراوانے

باناله و افغانے باسوزش پنہانے

بادانش حیرانے باعقل پریشانے

درصورت عطشانے درکدیۂ درمانے

خواہد زتو فرمانے پروانۂ غفرانے

آمد بدرت بنگر

البائس[1] والمعتر

---

[1] محتاج۔ فقیر۔

شاہا تو بہ من منگر — بر رحمتِ خود بنگر
انصاف تو کن آخر — غیر از تو مرا دیگر
من ناظر[1] و الناصر — و الشافع مستغفر
آمد بدرت بنگر

تو جوششِ[2] رحمانی — تو سایۂ یزدانی
تو شاہدِ ربّانی — تو جلوۂ سبحانی
تو جوہرِ فردانی — تو مرکزِ اعیانی
تو مبدءِ اکوانی — تو مقصدِ امکانی
تو مرجع و پایانی — تو جانی و جانانی
ہم روحی و روحانی — تو زبدۂ انسانی
تو نیّرِ فارانی — تو درۂ عدنانی
تو مہبطِ قرآنی — تو خاتمِ ادیانی
ہاں! دینی و ایمانی — اے آنکہ تو درمانی
ہر رنج و پریشانی — بنگر کہ مسلمانی
تورانی و ایرانی — تاجیک و خراسانی
ہم ہندی و افغانی — ہم مصری و سودانی
از نزغۂ شیطانی — وز جذبۂ حیوانی
وز دانشِ نفسانی — وز شورشِ عمرانی

---

[1] کون نگراں و مددگار ہے اور کون سفارش کرنیوالا اور استغفار کرنے والا ہے۔ [2] ان مصرعوں میں حقیقت محمدیہ کے تدریجی نزول و ظہور کو ایک خاص طرز سے ادا کیا گیا ہے۔

یونانی[1] و رومانی	افرنجی و برطانی
در سکرت و ہیمانی	در لطمۂ نادانی
در ورطۂ ظلمانی	در[2] فتنہ و طغیانی

فی البغی و عدوان

ہاں دستِ دعا بکشا	از ذرہ ادا ہنے
اے مرضی تو ترضے	وے ملت تو بیضا
فاللیل[3] لقد یغشیٰ	والکفر[4] قد استعلیٰ
ذا[5] امتک الضعفیٰ	فی[6] سیطرۃ الاعداء
ہاں[7] رمیک لا یخطی	وسہمک[8] لا یطغی
واللہ[9] ہو الاعلیٰ	والحق[10] فلا یعلیٰ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ

---

[1] موجودہ مغربی تمدن قدیم رومن و گریک تمدن کا وارث ہے اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ۱۲۔ [2] سرکشی و نافرمانی میں مبتلا ہیں۔ [3] رات چھا گئی [4] کفر نے سر اٹھایا ہے ۱۲۔ [5] یہ آپ کی کمزور امت ۱۲۔ [6] دشمنوں کے پنجوں میں ہے ۱۲۔ [7] آپ کا نشانہ غلط نہیں کیا جا سکتا ۱۲ [8] آپ کا تیر نشانہ سے ہٹ نہیں سکتا ۱۲ [9] اللہ ہی سب سے بڑا ہے ۱۲ [10] اور حق کو کوئی نیچا نہیں دکھا سکتا۔

ظہورِ قدسی

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

سحر کا وقت ہے معصوم کلیاں مسکراتی ہیں
ہوائیں خیر مقدم کے ترانے گنگناتی ہیں

مئے عشرت چھلکتی ہے ستاروں کے کٹوروں سے
اُبلتی ہے شرابِ خُلد مٹی کے سکوروں سے

پسینہ شادمانی سے ہے پھولوں کی جبینوں پر
بطوں کا دیدنی ہے رقص تالابوں کے سینوں پر

چمن میں ہر طرف شبنم کے موتی جھلملاتے ہیں
نسیمِ صبح کے جھونکے دِلوں کو گدگداتے ہیں

کھپی جاتی ہے آنکھوں میں گل و لالہ کی رعنائی
کہ جیسے درحقیقت خاک پر جنت اُتر آئی

لٹاتے ہیں دُرِ خوش آب گلزاروں کے فوارے
خوشی سے جگمگاتے ہیں ثوابت ہوں کے سیارے

بہارِ شبنمِ گُل چُور ہے کیفِ جوانی میں
نہا کر جیسے آئی ہے ابھی کوثر کے پانی میں

بھلائی کا اُجالا اپنے مرکز پر سمٹ آیا
شبابِ رفتۂ عالم پلٹ آیا پلٹ آیا

خوشی کے گیت گائے جا رہے ہیں آسمانوں پر
درودوں کے ترانے ہیں فرشتوں کی زبانوں پر
سجائی جا رہی ہے محفلِ ہستی قرینے سے
وہ جلوے کار فرما ہیں، گزر جائیں جو سینے سے
طرب کے جوش سے ایک ایک ذرّہ مسکراتا ہے
زمیں کی آج قسمت پر فلک کو رشک آتا ہے
زمیں سے آسماں تک نور کی بارش ہی بارش ہے
کسی کی بے نیازی آج سرگرمِ نوازش ہے
ستاروں کے کنول جلوہ فگن رنگین و سادہ ہیں
فرشتے بہرِ استقبال ہر سُو ایستادہ ہیں
اشارے ہو رہے ہیں گلشنِ جنت کے پھولوں میں
وہ رعنائی نظر آتی ہے مکّہ کے ببُولوں میں
برستے ہیں گہر انوار کے میزابِ رحمت سے
کبوتر رقص میں ہیں بامِ کعبہ پر مسرت سے
ستارہ اوج پر ہے سنگِ اسوَد کی سیاہی کا
کہ جیسے بھید کھُل جائے کسی کی بیگناہی کا
مسرت کے اثر سے مثلِ صبحِ خلد ہیں خنداں
حرم کے در، منیٰ کی وادیاں، عرفات کا میداں
ازل کی صبح آئی جلوہِ شامِ ابد بن کر
کیا ہستی کے محور پر جہاں نے آخری چکر
زمانہ کی فضا میں، انقلابِ آخری آیا

حریم قدس کے ساکن کہاں تشریف لے آئے

وہ آئے جن کے آنے کی زمانہ کو ضرورت تھی
وہ آئے جن کی آمد کے لئے بے چین فطرت تھی

وہ آئے نغمۂ داؤدؑ میں جن کا ترانہ تھا
وہ آئے گریۂ یعقوبؑ میں جن کا فسانہ تھا

وہ آئے مہر عالمتاب تھا جن کا حسیں چہرا
وہ آئے جن کے ماتھے پر شفاعت کا بندھا سہرا

وہ آئے جن پہ حق کے فضل کی تکمیل ہوتی تھی
وہ آئے جن کے ہاتھوں کفر کی تذلیل ہوتی تھی

وہ آئے جن کی خاطر مضطرب تھی وادیٔ بطحا
وہ آئے جن کے قدموں کے لئے کعبہ ترستا تھا

وہ آئے جن کی ٹھوکر پر تھا ورسطوتِ دارا
وہ آئے جن کے آگے سرد تھا ہر باطل کا انگارا

وہ آئے جن کی آمد ظلم کو پیغامِ بربادی
وہ آئے جن کا آنا دہر کو اعلانِ آزادی

وہ آئے جن کا آنا باعثِ الطافِ یزداں تھا
وہ آئے جن کی پیشانی کا ہر خط شرحِ قرآں تھا

وہ آئے جن کو حق نے گود میں خلوت کی پالا تھا
وہ آئے جن کے دم سے عرشِ اعظم پر اجالا تھا

وہ آئے جن کو ابراہیمؑ کا نورِ نظر کہیے
وہ آئے جن کو اسماعیلؑ کا لختِ جگر کہیے

وہ آئے جن کے آنے کو گلستاں کی سحر کہیے
وہ آئے جن کو ختم الانبیاء خیر البشر کہیے
وہ آئے جن کے ہر نقشِ قدم کو رہنما کہیے
وہ آئے جن کے ہر فرمانے کو فرمانِ خدا کہیے
وہ آئے جن کو رازِ کن فکاں کا پردہ در کہیے
وہ آئے جن کو حق کا آخری پیغامبر کہیے

۳۸۶

یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

سلام اُس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

سلام اس پر کہ دشمن کو حیاتِ جاوداں دے دی
سلام اس پر ابوسفیان رض کو جس نے اماں دے دی

سلام اس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں
سلام اس پر ہوا مجروح جو بازارِ طائف میں

سلام اس پر وطن کے لوگ جس کو تنگ کرتے تھے
سلام اس پر کہ گھر والے بھی جس سے جنگ کرتے تھے

سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

سلام اس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اُٹھاتا تھا
سلام اس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا

سلام اس پر جو امت کے لیئے راتوں کو روتا تھا
سلام اس پر جو فرش خاک پر جاڑے میں سوتا تھا

سلام اُس پر کہ جس کی سادگی درسِ بصیرت ہے
سلام اُس پر کہ جس کی ذات فخرِ آدمیت ہے

سلام اُس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی
سلام اُس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی

سلام اُس پر کہ تھا "الفقر فخری" جس کا سرمایہ
سلام اُس پر کہ جس کے جسمِ اطہر کا نہ تھا سایہ

سلام اُس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اُس پر بُروں کو جس نے فرمایا "یہ میرے ہیں"

سلام اُس پر کہ جس کی چاند تاروں نے گواہی دی
سلام اُس پر کہ جس کی سنگپاروں نے گواہی دی

سلام اُس پر کہ جس نے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا
سلام اُس پر کہ جس کے حکم سے سورج پلٹ آیا

سلام اُس پر فضا جس نے زمانے کی بدل ڈالی
سلام اُس پر کہ جس نے کفر کی قوت کچل ڈالی

سلام اُس پر شکستیں جس نے دیں باطل کی فوجوں کو
سلام اُس پر کہ ساکن کر دیا طوفاں کی موجوں کو

سلام اُس پر کہ جس نے کافروں کے زور کو توڑا
سلام اُس پر کہ جس نے پنجۂ بیداد کو موڑا

سلام اُس پر سرِ شاہنشہی جس نے جھکایا تھا
سلام اُس پر کہ جس نے کفر کو نیچا دکھایا تھا

سلام اُس پر کہ جس نے زندگی کا راز سمجھایا

سلام اُس پر کہ جو خود بدر کے میدان میں آیا
سلام اُس پر بھلا سکتے نہیں جس کا کبھی احساں
سلام اُس پر مسلمانوں کو دی تلوار اور قرآں

سلام اُس پر کہ جس کا نام لے کر اس کے شیدائی
اُلٹ دیتے ہیں تختِ قیصریت، اوجِ دارائی

سلام اُس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں

سلام اس پر کہ جس کے نام کی عظمت پہ کٹ مرنا
مسلماں کا یہی ایماں، یہی مقصد، یہی شیوا

سلام اُس ذات پر جس کے پریشاں حال دیوانے
سنا سکتے ہیں اب بھی خالدؓ و حیدرؓ کے افسانے

دُرود اُس پر کہ جس کا نام تسکین دل و جاں ہے
دُرود اُس پر کہ جس کے خُلق کی تفسیر قرآں ہے

دُرود اُس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی
دُرود اُس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی

دُرود اُس پر تبسم جس کا گل کے مسکرانے میں
دُرود اُس پر کہ جس کا فیض ہے سارے زمانے میں

دُرود اُس پر کہ جس کا نام لے کر پھول کھلتے ہیں
دُرود اُس پر کہ جس کے فیض سے دو دوست ملتے ہیں

دُرود اُس پر کہ جس کا تذکرہ عین عبادت ہے
دُرود اُس پر کہ جس کی زندگی رحمت ہی رحمت ہے

دُرود اُس پر کہ جو تھا صدرِ محفل پاکبازوں میں
دُرود اُس پر کہ جس کا نام لیتے ہیں نمازوں میں

دُرود اُس پر مکینِ گنبدِ خضرا جسے کہیئے
دُرود اُس پر شبِ معراج کا دولہا جسے کہیئے

دُرود اُس پر جسے شمعِ شبستانِ ازل کہیئے
دُرود اُس پر اَبد کی بزم کا جس کو کنول کہیئے

دُرود اُس پر بہارِ گلشنِ عالم جسے کہیئے
دُرود اُس ذات پر فخرِ بنی آدم جسے کہیئے

رسُولِ مجتبیٰ کہیئے، محمدِ مصطفیٰ کہیئے
وہ جس کو ہادیٔ "دَعْ مَا کَدِرْ خُذْ مَا صَفَا" کہیئے

دُرود اُس پر کہ جو ماہرؔ کی امیدوں کا ملجا ہے
دُرود اُس پر کہ جس کا دونوں عالم میں سہارا ہے

(ماہر القادری)

صلی اللہ علیہ وسلم

از ابوالفضل مولوی سید محمود صاحب قادری محمود بی اے ایل ایل بی (عثمانیہ) ناظم عدالت فوجداری ضلع حیدرآباد

اللہ اللہ شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مدح خدا شایانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ماہ منور نیرِ تاباں صبح درخشاں شمع شبستاں
عکس رخِ تابانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اینکہ برفعت تاج سما شد وینکہ بلند از عرش خدا شد
کنگرۂ ایوانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حور و ملائک چشم براہش سرورِ عالم نورِ نگاہش
روح امیں دربانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کعبۂ ایماں منزلِ عرفاں منبعِ فیضاں مہبطِ قرآں
جلوہ گہِ ایقانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مرکز جملہ اہل صفا شد سجدہ گہِ ارباب وفا شد
سنگِ درِ ایوانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

از خرد و ادراک بروں شد وز ہمہ قیل و قال فزوں شد
مرتبۂ ذی شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رویتِ حق شد رویتِ حق شد رویتِ حق شد رویتِ حق شد
دیدِ رخِ تابانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

طاعتِ ایزد طاعتِ احمد الفتِ ایزد الفتِ احمد
حکمِ خدا فرمانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

روز قیامت رحمتِ ایزد از پئے استقبال بیاید
بہر گنہگارانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ظلمتِ قبر چہ باقی ماند چوں بدل محمود بماند
داغِ غمِ ہجرانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم